

پیشہ

عمران کا ناول لو بولی لا حاضر ہے تا خیر کی وجہ سے آپ بھی واقف ہونگے سنتے
اخباری کاغذ کے استعمال پر قومی و فائی ضروریات کے تحت پابندی عائد کردی گئی تھی
دوسرا کاغذ اتنے قیمتی تھے کہ کتاب کی قیمت بھی لامحالم بڑھ جاتی جو کہ میں نہیں چاہتا
تھا

اس دوران میں پڑھنے والوں کے بے شمار خطوط موصول ہوتے رہے ان کا اصرار
تھا کہ کتاب جلد از جلد شائع کی جائے قیمتی کا غرض استعمال، کہنا پڑے تو کتاب کی قیمت
بھی بڑھاوی جائے۔ انہیں کوئی اعتراض نہیں ہو گا
ٹھیک ہے کہ پچیس پچاس پیسوں کا اضافہ میرے پڑھنے والوں کو ہرگز نہ کھلتا۔۔۔۔۔

لیکن اس وقت ضرورت ہے کہ ہم کنایت شعارات نہیں
اگر ہمیں ایک ایسی قوم بننا ہے جو کوئی بھی بڑی قوت کے سامنے سرگوں
نہ ہو سکتا تو ہمیں اپنی قوت بازو پر بھروسہ کرنا پوگا اور موجو دوڑھ دوڑھ
بیٹھک میں مضر نہیں۔ بلکہ اقتصادی استحکام سے حاصل ہوتی ہے۔ اور اقتصادی
استحکام کے لیے ضروری ہے کہ ہم کنایت شعارات نہیں۔ اور کنایت شعاراتی سے کام
لے کر قومی ضروریات کے لیے پیسہ بچائیں۔ لہذا اس مسئلے کو پچیس پچاس پیسوں
کے بے وقت اضافے کی نظر سے ہرگز نہ دیکھیں۔ قوم کے ہر فرد کے بچائے ہو
ئے پچیس پیسے کسی بہت بڑی اندھسری کو جنم دے سکتے ہیں۔

اب آئیے کہانی کی طرف یہ ایک طویک کہانی ہے۔۔۔۔۔ لو بولی لا۔۔۔۔۔
میں پیش کیے جانے والے کچھ اسرار منکشف ہو گئے ہیں۔۔۔ عمران مجرموں سے
کیسے نبٹتا ہے۔ یہ اگلی کہانی میں ملاحظہ فرمائیے گا

میں نہیں چاہتا کہ کوئی کائنی ایک سے زیادہ جلدوں تک پھیلے لیکن کیا کیا جائے۔
بعض کہانیاں ہی مجھے مجبور کر دیتی ہیں کہ ان کے سلسلے میں تفصیل سے کام لیا جائے
میں کوشش کروں گا کہ اس سلسلے کی دوسری کتاب جلد از جلد آپ کی خدمت میں
پیش کر دی جائے



وہ عمارت پہاڑ کی چوٹی پر واقع تھی۔۔۔۔۔ لیکن بظاہر اس تک رسائی
نا ممکن تھی۔۔۔ رسائی ناممکن تو پھر وہ عالم وجود میں آئی کیسے ہو گی

جب غیر ملکی سیاح چکردار پہاڑی سڑک سے گزرتے ہوئے لیکسی ڈرائیور سے
یہی سوال دہراتے تو جواب میں انہیں ایک لمبی کہانی سننی پڑتی۔۔۔۔۔ اس عمارت
کی طرف انگلی توجہ مبذول کروانے والے بھی لیکسی ڈرائیور ہی ہوتے جیسے ہی لیکسی
اس موڑ پر پہنچتی وہ کہتے ہیں۔۔۔۔۔ پہنچنے والے صاحب۔۔۔۔۔ یہ پہاڑ کی مینار کی طرح سیدھا
کھڑا ہے اور اس پر ایک عمارت بنی ہوئی ہے جو تک کوئی بھی اس عمر
مارت تک پہنچنے کا راستہ نہیں بنایا کا۔۔۔۔۔ سیاح وہیں لیکسی روایتے۔۔۔۔۔

اور حیرت سے اس عمارت کو دیکھتے۔۔۔۔۔ پہاڑ چاروں طرف سے دیوار کی طرح سپاٹ
نظر آتا۔۔۔ اور وہ لیکسی ڈرائیور سے پوچھتے۔۔۔ کیا اسے تمہارے ملک کے کسی قدیم
جا و گرنے بنوایا ہے۔۔۔۔۔ نہیں صاحب نہیں۔۔۔۔۔ انہیں جواب ملتا۔۔۔ کہ یہ تو ادھر ہی
پھیس تھیں میں سال پرانی بات ہے کہ۔۔۔۔۔ اس جوب کے ساتھ ہی کہانی شروع ہو
جائی

ایک انگریز تھا جو کہ محض بیویاں رکھنے کے شوق میں مسلمان ہو گیا تھا۔۔۔۔۔
صرف یہ کہ مسلمان ہو گیا بلکہ حقہ بھی پینے لگا تھا۔۔۔۔۔ البتہ واڑھی نہیں رکھتی۔۔۔ کہتا تھا
اگر واڑھی رکھلی تو لڑکیاں سمجھیں گی کہ مہنگی کا خفاب لگاتا ہے۔۔۔۔۔ بہر حال چارشا
دیوں کے چکر میں وہ اپنی بیوی بھی گنو بیٹھا جو مسلمان نہیں ہوئی تھی اب وہ سر پیٹ
پیٹ کر ادھر ادھر کہتا پھرتا یار و چارنہ ہیں تین ہی سہی۔۔۔۔۔ کچھ تو
ہو۔۔۔۔۔ لیکن کسی کے کان پر جوں نہ رینگی۔۔۔۔۔ پھر کچھ لوگوں نے اسے دعا
تعویز کے چکر میں پھسا دیا۔۔۔ سوار و پے والے تعویز سے لے کر پچاس روپے تک کہ
سیکروں تعویز آزماؤں اے۔۔۔۔۔ لیکن اس کے سہرے کے پھول نہ کھل سکے۔۔۔ آخر ایک دن

آج یہی کہانی سر سلطان کا ڈرائیور کہہ رہا تھا۔۔۔ ان کی سب سے چھوٹی لڑکی مینا کی ایک پن فرینڈ آسیہ شہر یا طهران سے آئی تھی۔۔۔ اور وہ دونوں شہر سے قریب ترین تفریق گاہوں کے چکر کاٹتی ہوئی آج ادھر بھی نکل آئی تھیں اس چکردار مرکز سے گزرتے ہوئے مینا نے اپنی پین فرینڈ آسیہ سے پوچھا تھا کہ اچھا یہ تو بتاؤ کہ وہ عمارت بنائی کیسے ہو گی پھر گاڑی رکوا کروہ نیچے اتری تھیں۔ اور آسیہ شہر یا رحیرت سے اس اوپنجی چٹان کو دیکھا تھا جس کی چوٹی پر عمارت تھی چٹان کے ایک جانب پہنچر ایک مرکز تھی اور دوسری جانب ایک گمراہار۔۔۔ یہی غار سے دوسرے پیہاڑی سلسلے سے بالکل الگ کرو دیتا تھا کمال ہے۔ آسیہ شہر یا رحیرت کی اچھی اور پرستختی کے لیے کوئی رامتہ ہی نہیں ہے۔ تم بتاؤ۔ کہ یہ عمارت کیسے بنائی تھی

سے نے ڈرائیور کی طرف دیکھا۔ تھا اور اس نیا س عمارت کی کہانی چھیڑ دی تھی۔ آسیہ شہر یا رحیرت کی طرف بھجتی تھی دفعاً وہ چونک پڑئے۔۔۔ ایک سیٹی جیسی تیز چیخ نضا میں گونجی تھی اور پھر ایسا معلوم ہو تھا جیسے کوئی چیز بہت اونچائی سے گری ہو یک پہ یک دو اور چھیس ابھریں۔ اور دو رنگ سنائے میں لہراتی چلی گئیں یک پہ یک دو چھیس اور ابھریں۔ اور دو رنگ سنائے میں لہراتی چلی گئیں۔ مینا اور آسیہ کی چھیسیں

ڈرائیور ہڈیوں اور گوشت کے اس ڈھیر کی طرف دوڑا جا رہا تھا جسے اس نے ایک لمحہ پہلے گرتے ہوئے دیکھا تھا۔ لڑکیاں جہاں تھیں وہیں کھڑی کامپتی رہیں۔ سیٹی جیسی تیز چیخ سنتے ہی انہوں نے اوپر سے یہچے آتی ہوئی سرخ رنگ کی ایک تیز رفتار جھلک دیکھی تھی اور خود بھی چیخ اٹھیں تھیں۔ اور اب انہیں محسوس ہو رہا تھا۔ جیسے ان کے پیروں کے نیچے ٹھوں زمین نہ ہو جیسے وہ ہوا میں تیز رہی ہوں اور ان کے جسم ہوا

سے بھی زیادہ ہلکے ہو گئے ہوں

ڈرائیور پھر ان کی طرف دوڑا آ رہا تھا۔

وہ مر گئی۔ مر گئی۔ چور چور ہو گئی۔ وہ قریب آ کر ہانپتا ہوا بولا۔

اور مزدکرا اوپنچی بنگلیا کی طرف دیکھنے لگا۔ پہاڑ کی چوٹی اور عمارت پہلے ہی کی طرف ویران نظر آ رہی تھیں

محکمہ سراغِ رسانی کا سپر ٹنڈٹ کیپشن فیاض مینا کی کہانی سن چکا تھا۔ اور اب ڈرائینگ روم کی فضا پر گہری خاموشی مسلط تھی۔ کچھ دیر بعد اس نے پوچھا۔

آپ کو یقین ہے کہ آپ نے ہمیں جیخ سنتھی

ہم ٹینوں ہی نے سنتھی۔ مینا نے جواب دیا

کیپشن فیاض نے آسیہ شہر یارا اور ڈرائیور کی طرف دیکھا

جی ہاں۔ دونوں نے بیک وقت کہا

اور وہ اوپنچی بنگلیا ہی والی پہاڑی سے گردی تھی

جی ہاں

اوپر کوئی اور بھی وکھاں دیا تھا

جی نہیں۔ ڈرائیور بولا۔ اور دونوں لڑکیوں نے بھی اس کی تائید کی

تم لاش کو یہاں تک کیسے لائے تھے۔ کیا وہاں اس وقت کچھ اور راہ گیر موجود

تھے

جی نہیں سڑک سفسان پڑی تھی۔ ہم نے کچھ دیر انتظار کیا تھا کہ شاید کوئی اور بھی

ادھر آ نکلے۔ لیکن کوئی بھی نہ آیا۔ پھر میں نے چھوٹی بٹیا

کے حکم کے مطابق لاش کو اٹھا کر گاڑی کی پچھلی سیٹ پر ڈالا۔ اور ہم ٹینوں اگلی

ہی سیٹ پر بیٹھ گئے

کمرے میں سر سلطان بھی موجود تھے۔ انہوں نے کھنکا کر فیاض سے پوچھا۔

لاش کی شناخت ہو سکی یا نہیں

جسم کی ساری ہڈیاں ٹوٹ گئی ہیں ۔ ۔ ۔ لیکن چہرہ محفوظ ہے

فولوگراف لے لیے گئے ہیں۔ ان کی تشہیر کی جائے گی۔ اس کے علاوہ اور کوئی بھی چارہ نہیں
اس کی قومیت کے بارے میں کیا خیال ہے
مجھے یوریشین معلوم ہوئی ہے
پچھو دیر بعد خاموشی طاری رہی۔ فتحا سر سلطان نے لڑکیوں کی طرف دیکھ
کر کہا۔ تم لوگ جامِ حرام
ان کے ساتھ ہی ڈرائیورز ہی چلا گیا۔ اور سر سلطان منتظر ان انداز میں بڑھا
لیکن وہ اور پر کیسے پہنچی ہو گی

جی۔ فیاض چونک پڑا۔ شاید کچھ سوچ رہا تھا۔ سر سلطان نے
اپنا سوال دہراتے ہوئے کاہ۔ آئے دن لوگ اس عمارت تک پہنچنے کی کوشش کرتے
رہتے ہیں۔ آئے دن لوگ اس عمارت تک پہنچنے کی کوشش کرتے رہتے ہیں۔ لیکن
میری دانست میں ابھی تک کوئی بھی نہیں پہنچ سکا

جی ہاں میرا بھی یہ خیال ہے کہ ہیلی کا پڑکی مدد کے بغیر وہاں تک پہنچانا ممکن ہے
ہیلی کا پڑک لینڈ کرنے کی اوپر جگہ ہو گی۔ سر سلطان نے پوچھا
یہ بھی دیکھنا پڑئے گا

مناسب سمجھنا تو مجھے بھی حالات سے باخبر رکھنا سر سلطان نے کہا اور اٹھ گئے
فیاض کے جاتے ہی انہوں نے فون پر عمران کے نمبر ڈائل کیے اور پوری کہانی
دہراتے ہوئے کہا۔ مینا لاش اپنے ساتھ ہی لائی تھی حادثے کے شاہد ڈرائیور اور
آسیہ شہریاں ہیں۔ فیاض نیاں کے بیانات بے یقینی کی سی حالت میں سنے

ہیں-----پھاڑی کے متعلق شاید ہی کسی کو یقین آئے کہ کوئی اس پر پہنچ سکے گا۔
ایسی صورت میں عام طور پر لوگوں کو شبہ ہو سکتا ہے کہ وہ کارہی کا ایک سیڈنٹ ہو گا۔
پھاڑی کی کہانی بات بنانے کے لیے گزہی گئی ہے

لاش کہاں ہے سول ہسپتال کے سروخانے میں-----چہرہ محفوظ
ہے-----اس لیے توقع ہے کہ شناخت ہو جائے-----فیاض اس کی فوٹو کی
تشہیر کرنا چاہتا ہے
میں دیکھوں گا-----وہ صرفی طرف سے آواز آئی
سر سلطان رسیور کریڈل پر رکھ کر روماں سے اپنی پیشانی خٹک کرنے لگے

خیز ہوتیں

بہت سے خطوط نامپ کرنے ہیں۔ وہ سنتی رہتی۔ یہ کہانیاں بہت دلچسپ اور سنسنی

لڑکی کا نام رافیعہ سووف تھا اور وہ لبنان کی رہنے والی تھی جیسا آنے سے پہلے اس کا باس لبنان ہی میں تھا اور وہ ہیں اس نے اس کی ملازمت اختیار کی تھی۔

لبنان میں چھ ماہ گزارنے کے بعد وہ جیسا آئے تھے تجوہ میں چھیس فی صد کے اضافے کے ساتھ وہ اسے جیسا لایا تھا اور اپنے وعدے پر قائم بھی رہا تھا۔

اس کی تجارت کا انحصار اشتہار بazar پر تھا۔ ملک کے سارے اقلیتی روزناموں میں اس کے اشتہارات شائع ہوتے تھے اور زیادتی زوروں پر تھا۔

صحح سے شام تک وہ ٹانپ کرتی رہتی۔ ایک بجے سے دو بجے تک لیچ کا وقفہ ہوتا اور وہ پھر نامپ کرنے لگتی۔ 2006ء کی سمجھی بھی مقررہ وقت سے زاید بھی کام کرنا پڑتا۔ لیکن اس کی اجرت الگ سے ملتی۔ باس کتنیوں نہیں تھا اس کی محنت کی داد الفاظ میں بھی دیتا تھا۔ ہفتے میں ایک بار رات کا کھانا بھی اسے اپنے ساتھی کھلاتا تھا۔

خدود ایک بڑی عمارت میں رہتا تھا۔ یہیں وہ کمرہ بھی تھا جہاں بیٹھا کر رافیہ کام کرتی تھی۔ رافیہ کی رہائش کا انتظام اس نے ایک متوسط درجے کے ہوٹل میں کروادیا تھا۔

ویسے اگر وہ اس سے اسی عمارت میں قیام کرنے کو کہتا تو وہ انکار نہ کر سکتی۔ کیونکہ وہ اس پر بہت زیادہ مہربان تھا۔ اور کبھی اس جسم کی کوئی خواہش ظاہر نہیں کی تھی جو کہ پوری نہ کی جاسکتی۔ یا طبعاً اسے ناگورا گز رہتی۔

دیکھنے میں اولو و یلانی ایک ڈراؤن آدمی تھا۔ لیکن اس کی روح شاید شہد میں ڈلوکر جسم میں داخل کی گئی تھی۔

چہرے کا ڈراؤن اپن تو آنکھوں کی بناوٹ کی بنا پر تھا جو کہ ہر وقت سرخ رہتیں۔ ایسا

لگتا کہ جیسے زیادہ تر ہر وقت کشت و خون کے خیالات میں ڈو بارہتا تھا۔

چہرہ بھاری تھا۔ اس حد تک کوتاہ گردن تھا کہ سر چوڑے چپکے شانوں پر رکھا ہو
امعلوم ہوتا تھا۔ قد لمبا تھا۔ کوتاہ گردن نہ ہوتے تو اتنا بے ڈھنگانہ لگتا۔ رافیہ کا خیال
تھا کہ جبکی لوگ اس سے گفتگو کی ہمت نہ کر سکتے ہوں گے۔ کیونکہ انہیں جواب ملنے کی
تو قع سے زیادہ پھاڑ کھائے جانے کا خدشہ لا حق رہتا ہوا گا۔ یہ اور بات ہے کہ حقیقت
اس کے مقابلہ رہی ہو۔

وہ رک رک کر بولتا تھا اور مجھے میں مٹھاں ہوتی تھی ایسا لگتا تھا کہ جیسے کبھی
ترش روئی سے گفتگو کرنے کا اتفاق نہ ہوا ہو۔
اٹلو سے رافیہ کی ملاقات کم ہی سوتی تھی۔ روزانہ کا معمول تھا کہ وہ اپنے ہوٹل سے
یہاں آتی۔۔۔ جو لباس پہن کر آتی اسے تار کر دوسرا اپہننا پڑتا۔۔۔ تب وہ اس کرے
میں داخل ہوتی جہاں بیٹھ کر کام کرتی تھی یہ دوسرے لباس بیزرنگ کے سکرٹ اور زیر
جائے پر مشتمل تھا۔۔۔ عجیب بات تو یہ تھی کہ اٹلو بھی بیزرنگ کی گاون پہنے
بغیر اس کرے میں داخل نہیں ہوتا تھا

سخت تا کید تھی کہ رافیہ کسی دوسرے رنگ کے کپڑے پہن کر اس کرے میں داخل
نہ ہو۔

آج جب وہ سرخ رنگ کی ایک پسل باتھ میں وباۓ ہوئے اس کرے میں داخل
ہو رہی تھی۔ اتفاقاً اٹلو بھی اس طرف آکا۔۔۔ جیسے اسی سرخ رنگ کی
پسل پر اس کی نظر پڑی بوكھلا یا ہواس کی طرف جھپٹا۔ اور پسل باتھ سے چھین لی

۔۔۔
یہ کیا کر رہی تھیں تم۔۔۔ وہ ہانپتا ہوا خوفزدہ آوز میں بولا۔۔۔
میں سمجھی نہیں جناب۔۔۔ رافیہ ہکلائی
سارا ظلم ٹوٹ جاتا۔۔۔ سب کچھ تم ہو جاتا۔۔۔ خدا کے لیے بیزرنگ کے علاوہ

اور کوئی رنگ اندر نہ لے کر جاؤ بھی نہ لے کے جاؤ۔

میں بھی خدا کا واسطہ دیتی ہوں۔۔۔ آج بتاہی دیجیے۔۔۔ میں۔۔۔ ورنہ میں سو
چتے سو چتے پا گل ہو جاؤ گی

کیا بتاوں

یہی کے بزرگ کے علاوہ
خاموش۔۔۔ خاموش۔۔۔ اس نے چاروں طرف خوفزدہ نظروں سے
دیکھتے ہوئے سرگوشی کی۔۔۔ انداز ایسا تھا کہ رافیہ بھی سہم گئی
جاو۔۔۔ جاو۔۔۔ اندر جاو۔۔۔ کام رو۔۔۔ پہاں اسی عمارت میں میں تمہیں کچھ نہ
بتاسکوں گا۔

رافیہ بوكھلا کر کمرے میں داخل ہو گئی۔۔۔ اور میر کو بھی نہیں دیکھا کہ وہ وہیں کھڑا ہے یا
چلا گیا ہے۔۔۔

حسب معمول وہ خطوط میز پر رکھے ہوئے ملے جن کے جوابات نامپ کرنے تھے
وہ بیٹھ گئی۔۔۔ اور اپنی چڑھتی ہوئی سانسوں پر قابو پانے کی کوشش کرنے لگی
۔۔۔ الوکس قدر خوفزدہ تھا۔۔۔ اگر وہ سرخ رنگ کی پیصل لیے ہوئے اس کمرے
میں داخل ہو جاتی تو کیا ہو جاتا۔۔۔ اس نے خوفزدہ نظروں سے چاروں طرف
دیکھتے ہوئے بزرگ کے نامپ رائیٹر پر دونوں ہاتھ رکھ دیے۔

بزرگی بزر۔۔۔ سب کچھ بزر۔۔۔ کتنی عجیب اور وحشتناک تھی یہ ہریاں



جوزف کے چہرے پر مردی چھائی ہوئی تھی۔ ایسا معلوم ہوتا تھا جیسے رسول کا بیمار

۶۰

عمران نے حیرت سے اے دمکھتے ہوئے بیوچھا
کیا تم بیمار ہو

جوزف نے یاس انگریز نظر وں سے اس کی طرف دیکھتے ہوئے نفی میں سر ہلا دیا
پھر کیا بات ہے۔ کیا شراب نہیں ملی
جی نہیں چاہتا۔ وہ بھرا تی ہوئی آواز میں بولا
کب سے نہیں پی
کل سے
کیوں۔

جوزف نے جیب سے ایک لفافہ کال کراس کی طرف بڑھا دیا
یہ کیا ہے
ویکھو تو بآس۔ وہ کا نیتی ہوئی آواز میں بولا
عمران نے لفافے میں سے ایک گلزار الکالا۔ تہہ کھولی اور پڑھنے لگا
انگریزی نامپ میں مضمون تھا۔

تم ایک مستقل مزاج آدمی ہو۔ کبھی کبھی نزلے میں بنتا رہتے ہو۔ موجودہ مقام حاصل کرنے کے لیے تم نے بڑی جدوجہد کی ہے۔ اپنے کا سے کام رکھتے ہو۔
فضولیات میں نہیں پڑتے۔ جس سے پیان و فاکرتے ہو۔ اس کے لیے خون کا آخری قطرہ تک بہا سکتے ہو۔ دوشنبہ اور سنچر کو لڑائی جھگڑے سے پہیز کیا کرو۔
اگر ابھی تک شادی نہیں ہوئی تو اس سال کے آخر تک ضرور ہو جائے گی۔
لیکن یہ ضروری نہیں کہ یوں پسند کی ہی ملی

عمران مضمون ختم کر کے جوزف کو گھورنے لگے۔

یہ کیا بکواس ہے۔ آخر اس نے پوچھا

جوزف نے جواب دینے کی بجائے میز پر پڑے ہوئے اخبار کی ورق گردانی شروع کر دی۔ اور پھر وہ اخبار بھی عمران کی طرف بڑھاتے ہوئے ایک ات شتھار کی طرف اشارہ کیا
اشتھار کا مضمون تھا۔

بایوں لوگ ادھر متوجہ ہوں۔

عالمی شہرت کے مالک پروفیسر اولوو یلانی جنہوں نے اپنی زندگی کا بیشتر حصہ افریقہ کے پراسرار اور تاریک حموں میں گزارا ہے۔ اعلان کرتے ہیں کہ مستقبل کی ہر دشواری پر قابو پایا جا سکتا ہے۔ جو لوگ مستقبل کے حالات معلوم کرنے کے لیے ہے چین ہوں کسی جانور کا نام لکھ کر پروفیسر کو بھیج دیں۔ جانور کا نام لکھنے وقت صحیح وقت دن اور تاریخ بھی لکھیں۔ جانور کے نام کے ساتھ پانچ روپے کا سادہ پوٹل آرڈر آنے ضروری ہے پروفیسر ناکوان کی زندگی کے گزشتہ اور آئینہ دہ کے حالات سے کما حقہ آگاہ کریں گے۔

مضمون کے نیچے پتہ درج تھا۔ لیکن بجائے صحیح مقام کے پوسٹ بکس نمبر کے حوالے سے پوٹل آرڈر منگوائے گئے تھے۔
اشتھار پڑھ کر عمران نے الوں کی طرح آنکھوں کو گردش دی اور سر ہلا کر بول اتویہ بات ہے۔

جوزف نے ٹھوک نگل کر ہونٹوں پر زبان پھیری اور خاموش کھڑا رہا
اچھا ہے۔ تو نے کس جانور کا نام لکھ کر بھیجا تھا
پھاڑی بکری۔۔۔۔۔ جوزف نے بھرائی ہوئی آواز میں جواب دیا
تب ہی تو اس سال کے او اخیر تک تیری شادی ضرور ہو جائے گی۔

بچالو باس۔۔۔ خدا کے لیے مجھے بچالو۔۔۔ میں کیا کروں۔۔۔ جوزف گڑگڑا کر بولا۔۔۔ اور پیشن گولی کے ساتھ یہ بھی تھا

اس نے جیب میں سے دوسرا کاغذ نکال کر عمران کی طرف بڑھایا
اس کا مضمون تھا

پروفیسر اوٹو ویلانی صرف پیشن گولی ہی نہیں کرتے۔ بلکہ آپ کی مشکلات حل کر نے کے ذرائع بھی رکھتے ہیں۔۔۔ مثال کے طور پر اگر آپ اپنی پسند کی لڑکی سے شادی کرنا چاہتے ہیں تو پندرہ روپے کے پوشل آرڈر بھیج کر پروفیسر کی تیار کردہ ملٹی چارم لاکٹ منگوا لیجیے۔۔۔ اسے اپنے پاس رکھیے۔ پسندیدہ لڑکی شادی کی درخواست کرنے کی بہت خوب۔۔۔ عمران خوش ہو کر بولا۔۔۔ اب یہ ملٹی چارم لاکٹ بھی منگوایا یا نہیں

میں کیوں منگواتا۔۔۔ جوزف کو غصہ آگیا۔۔۔ پھر وہ بڑا بڑا نے لگا۔۔۔ شاید میرے قبیلے کے ورج ڈاکٹر مولو محبی نے ٹھیک کہا تھا۔ کہ چالیس سال کی عمر میں تم پر ایک مصیبت نازل ہو گی۔۔۔ اب میں کیا کروں

ملٹی چارم لاکٹ منگوالے۔۔۔ اور اپنی پسندیدہ لڑکی سے۔۔۔
بس باس باس۔۔۔ خدا کے لیے مجھے اور زیادہ بورنہ کرو۔۔۔ میں کہاں بھاگ جاوں۔۔۔ باس کیا تم اس سلسلے میں میری مدد نہیں کر سکتے۔۔۔
مجھ سے کیسی مدد چاہتے ہو

تم تو بڑے سر اغرساں ہو۔۔۔ پتہ لگا وہ اس پروفیسر کا۔۔۔ پوسٹ آفس والے مجھے نہیں بتائیں گے

ابے تیرا یہ خط کسی دن مجھے لے ڈو بے گا۔۔۔ عمران اسے گھونسہ دکھا کر بولا۔۔۔
بھی پچھلے ہی ہفتے میں نے تمہیں فٹ پا تھو پر کسی نجومی کے پاس بیٹھے ہوئے دیکھا تھا

ہاں باس۔ اور اس نے ایسی کوئی بات نہیں بتائی تھی
تو آخر اپنے مستقبل کے بارے میں کامے معلوم کرنا چاہتا ہے
بس اتنا ہی باس کہ کبھی مجھ پر ایسا وقت تو نہیں پڑے گا کہ میں شراب کو تر س جاؤں
اور توکل سے تر رہا ہے
مجھے بخار ہے باس۔ بخار میں اچھی نہیں لگتی۔۔۔ جب میں حد سے زیادہ متذكر
ہوتا ہوں تو مجھے بخار ہو جاتا ہے۔۔۔
اور یہ فکر اس بات کی ہے کہ کبھی تیری شادی زبردست نہ ہو جائے۔ عمران نے زم
لبجے میں پوچھا
ہاں باس۔۔۔ جوزف ٹھہرایا۔ خدا کے لیے اس پوچھیسر الوہ کا پتا لگائے۔
اہے مگر تیرے ساتھ زبردست کون کرنے گا
سب کچھ ہو سکتا ہے باس ما ماحوا۔۔۔ آدم کی بائیں پسلی سے پیدا ہو گئی تھیں
مگر تو شادی سے اتنا ڈرتا کیوں ہے
جوزف جو کہ آج کسی قدر چڑچڑا بھی نظر آ رہا تھا۔ بھنا کر سوال کر بیٹھا۔ تم کیوں
ڈرتے ہو باس۔
اب تو کیا میں ڈرتا ہوں۔ عمران آنکھیں نکال کر بولا
میں کیا جانوں۔۔۔ تھیں تو بہت پہلے ہی شادی کر لئی چاہئے تھی۔ عمران
جواب میں کچھ کہنا ہی چاہتا تھا کہ فون کی گھنٹی بجی اور وہ اس کی طرف متوجہ ہو گیا
جوزف براسامنہ بنائے کھڑا رہا
عمران نے کال ریسو کی تھی۔ ہوں۔ ہاں۔۔۔ کیے جا رہا تھا۔۔۔ چند لمحوں کے بعد وہ
سلسلہ منقطع کر کے جوزف کی طرف مڑا
ہوں۔۔۔ تو تم اس پوسٹ بکس نمبر کا پتا چاہتے ہو

جوزف نے اس کی آنکھوں میں آنکھیں ڈالتے ہوئے اپنے سر کو جنبش دی





کیپین فیاض سرسلطان سے کہہ رہا تھا

چھپلی شام ہم ہیلی کا پڑ کے زریعے اس پہاڑی پر اترے تھے۔ لیکن ہمیں اس قسم کے نشانات نہیں مل سکے جن سے اندازہ ہوتا کہ ماٹی قریب میں وہاں تک کسی آدمی کے قدم پہنچ سکے ہوں۔
سرسلطان کچھ نہ بولے اس انداز میں فیاض کی طرف دیکھتے رہے جیسے ابھی اس سلسلے میں کچھ اور سننا چاہتے ہوں۔

وقتاً ایک ملزم نے اندر آ کر کسی کاؤنٹرینگ کا روٹ دیا۔ سرسلطان نے اس پر ایک اچھتی ہوئی نظر ڈال کر فیاض کی طرف دیکھا۔ اور بولا عمران ہے۔

تو کیا آپ

میں نہیں جانتا کہ وہ اس وقت کیوں آیا ہے۔ سرسلطان نے جواب دیا اور ملامہ سے بولا۔ نہیں بیچج دو۔

فیاض کے چہرے پر ناخوشگواری تبدیلی کے آثار صاف دیکھے جاسکتے تھے۔ عمران کرے میں داخل ہوا۔ سب سے پہلے اس کی نظر کیپین فیاض کے چہرے پر پڑی۔ اور اس نیا سے بوکھلائے ہوئے مودبانہ سلام کیا۔ پھر احمدقوں کی طرح اس کے قریب ہی بیٹھ کر دوبارہ کھڑا ہو گیا اور سرسلطان کو سلام کر کے ایک دورافتادہ کرسی کی طرف جھپٹتا

کوئی نہیں کہہ سکتا۔ کہ یہ سب کچھ اخطر ارمی طور پر سرزنشیں ہوا تھام ہر چند کہ یہ دونوں حضرات اس بات سے بخوبی واقف تھے لیکن اس وقت وہ فوری طرف پر بیہی سمجھے کہ مجھ بوکھلایا ہوا ہے ان میں سے کوئی کچھ نہ بولا عمران کبھی سرسلطان کی طرف دیکھتا اور کبھی فیاض کی طرف۔

پھر سرسلطان کے ہونٹوں پر خفیف سی مسکراہٹ آئی اور انہوں نے پوچھا کہ تم

انتہے پر پیشان کیوں ہو۔

نن۔۔۔ نہیں تو۔۔۔ میں۔۔۔ چیخ۔۔۔ خیریت دریافت کرنے آیا تھا۔۔۔ سناء ہے۔۔۔ بے بی مینا۔۔۔ کوئی ایکسٹرائیٹ کر بلیجی ہے یہ تم نے کس سے سننا۔۔۔ فیاض غرایا کچھ پولیس والے کہہ رہے تھے سرسلطان نے فیاض کی طرف دیکھا یہ بالکل بکواس ہے۔۔۔ جناب میرے کسی آدمی نے ایسا کچھ کہیں کہا۔۔۔ کیپن فیاض نے عمران کو قہر آکو نظروں سے گھورتے ہوئے کہا۔۔۔ اچھا تو پھر وہ لاش آسمان سے پکن ہو گی۔۔۔ عمران نے بھی کسی قدر چھنجھلا مہٹ کا مظاہرہ کیا۔۔۔

اب سرسلطان اسے حیرت سے دیکھ رہے تھے۔

فیاض نے کچھ کہنا چاہا۔۔۔ پھر نہ جانے کیا سوچ کر خاموش ہو گیا۔۔۔ ویسے عمران دو نوں کی ہی گھورتی ہوئی نظروں کا مرکز بننا ہوا تھا آپ دو نوں حضرات کو معلوم ہونا چاہیے۔۔۔ عمران انگلی اٹھا کر بولا۔۔۔ اس چٹان کی چوٹی تک پہنچانا ممکن ہے

تم کہنا کیا چاہتے ہو سرسلطان چھنجھلا کر بولے بھلا میں کیا عرض کر سکتا ہوں۔۔۔ عمران نے ڈھیلے ڈھالے لبجے میں کہا اور اپنے ایک جوتے کی نوک پر نظر جمادی تو پھر کیا جھک مارنے آئے ہو سرسلطان کو چیخ غصہ آگیا جی نہیں۔۔۔ میں تو۔۔۔ خیریت دریافت کرنے کے لیے

جی بہت اچھا۔۔۔ اور سعادتمندانہ انداز میں سر کو جنبش دی گئی
کمرے کی فضائ پر چھائی ہوئی بو جمل سی خاموشی جیسے جھلاہٹ میں بتلا ہو گئی تھی۔

پچھے دیر تک کوئی نہ بولا
پھر فیاض نے کھنکا کر رکھے صاف کیا اور کہا کہ مجھے اجازت دی جائے۔ سر سلطان
نے سر کی غیر ارادی جنبش سے غالباً سے رخصت ہو جانے کی اجازت دی تھی
فیاض دروازے کی طرف بڑھ کیا۔ اور عمران بھیا اٹھتا ہوا بولا سبھی مم۔۔۔ میں
بھیا جازت چاہتا ہوں۔۔۔
اس بار سر سلطان نے سر کو جنبش بھی نہ دی۔ حیرت سے آنکھیں پھاؤئے عمران کو
گھوڑتے رہے۔۔۔ اور عمران۔۔۔ اب عمران
فایض کے پیچے اس طرح دوڑ رہا تھا۔ جیسے کہ کوئی اہم اطلاع دینی بھول گیا ہو
۔۔۔ اپنی اگڑی کے قریب پہنچ کر فیاض مڑا

ساما یکم۔۔۔ عمران نے بوکھلائے ہوئے انداز میں انداز میں گاڑی کی
پچھلی نشست کا دروازہ کھولا اور اندر بیٹھ گیا۔۔۔ فیاض کی قبر آلو نظریں عمران کے
چہرے پر تھیں ایسے لگتا تھا کہ جیسے دوسرا قدم اٹھاتے ہی وہ عمران کو تھپٹ مار دیگا
۔۔۔ عمران بائیں آنکھ دبا کر مسکرا یا

نکلو۔ گاڑی سے بر۔ فیاض آپ سے باہر ہوتا ہوا بولا۔۔۔ ورنہ
بڑی اہم اطلاع ہے میرے پاس۔۔۔ عمران یک بیک سنجیدہ نظر آنے لگا
میں کہتا ہوں کہ باہر آو۔

ہاتھ پائی کرو گے۔ عمران نے بڑی معصومیت سے جواب دیا
نکلو۔ تم۔ فیاض نے پچھلی نشست کا دروازہ لکھول کر عمران کی طرف ہاتھ
بڑھاتے ہوئے کہا

کیا فائدہ۔ کوئی جاپانی داو ماروں گا۔۔۔ مرد کر دیکھو۔۔۔ خواتین برآمدے میں سے دیکھ رہی ہیں۔۔۔ عمران سیٹ کی دوسری طرف گھسکتا ہوا بولا تھا پھر فیاض نے مرد کرنے نہیں دیکھا کہ عمران صحیح کہ بھی رہا تھا یا نہیں۔ زیریں کچھ نئی قسم کی گالیاں عمران کو دیتا ہوا اگلی نشست پر جائیجھا گاڑی شارٹ ہو کر جھٹکے کے ساتھ آگے بڑھی تھی۔۔۔ اب عمران اس طرح مطمئن بیجھا تھا جیسے کہ کہی تھی کہ رائےور کو منزل مقصود کا پتا بتا کر ایک فکر مند باپ کے سے انداز میں بچوں کے مستقبل کے بارے میں سوچنے لگا ہو۔۔۔

کارتیز رفتاری سے راستہ طے کر رہی تھی۔ شاید فیاض سوچ رہا تھا کہ اس وقت عمران سے کیونکر نیٹا جائے۔۔۔ لیکن شاید ستارہ ہی گروشن میں تھا۔ اس کا دعطا ایک زور دار دھماکہ ہوا۔ اور کار افٹر اینڈی ٹکلی۔۔۔ باعث میں جانب والا پہیہ برست ہوا تھا۔ گاڑی رک گئی اور فیاض پیٹ کر دہڑا۔۔۔ میں تمہیں جان سے مار دوں گا۔۔۔

مم۔۔۔ میں تو یہاں بیجھا ہوا ہوں۔۔۔ عمران کی صورت بنا کر بولا فیاض نے نیچے اتر کر گاڑی کے گرد چکر لگایا۔ اور پھر مالیوسانہ انداز میں ہاتھوں کو جنبش دی۔۔۔

فالبا سے یاد آگیا تھا کہ گاڑی میں کوئی فال تو پہیہ بھی نہیں گھبرا نہیں۔۔۔ وہ عمران کو گھونسا دکھا کر بولا۔ عنقریب ہی تم سے تم سے سمجھوں گا اس سے زیادہ عنقریب اور کیا ہو گا۔۔۔ سو پر فیاض۔۔۔ عمران نے بھی سنجیدگی سے جواب دیا

میرے پاس کوئی فال تو پہیہ نہیں ہے۔ فیاض نے غرا کر جواب دیا امے تو خفا ہونے کی کیا بات ہے۔۔۔ پہیہ لکال دو میں دوڑ کر نیا ٹیوب لگوادوں۔ اگر یہی استعمال کے قابل رہ گیا ہو تو اسی میں جوڑ

گاڑی میں جیک بھی نہیں ہے فیاض نے پہلے کے سے غصے میں جواب دیا
تب تو پھر ————— عمران ٹھنڈی سانس لے کر رہ گیا

فیاض اسے جواب طلب اور تیز نظر وہ سے گھوٹا رہا
تب تو پھر عمران حموزی دیر بعد بولا۔ تم اپنی کمر میں رہی باندھو اور میں اسٹرینگ پر
بیٹھ جاتا ہوں
خدا کی قسم میں
ہاش — ہاش — — — عمران ہاتھاٹھا کر بولا۔ کوئی یا ایسی قسم نہ کھا بیٹھنا۔ جس کا
کنارہ نہ سکو
لکھو۔ باہر۔ فیاض آپے سے باہر ہو گیا
وہ تو نکلنا ہی پڑے گا۔ ایسے میں یہاں بیٹھ کر تماشا چھوڑا ہی بنوں گا۔ عمران نے کہا
اور دروازہ کھول کر نیچے اتر آیا

فیاض اب تیزی سے قدم اٹھاتا ہوا سڑک کی دوسری جانب والے کیفے کی طرف
بڑھ رہا تھا

کیفے کے کاؤنٹر سے اس نیا پنے کسی ماتحت کوفون کر کے گاڑی کے متعلق اطلاع دی
اور پھر باہر آ کر شاید یہ کسی کا انتظار کرنے لگا
فت پا تھکی چوڑائی زیادہ نہیں تھی۔ ————— بیک وقت کئی آدمی فیاض کے
قریب سے گزرے۔ — ان میں سے ایک کو دبھی اس سے ٹکرایا اور معافی مانگ
کر آگے بڑھ گیا

فیاض کی آنکھیں عمران کی تلاش میں گرد و پیش کا جائزہ لے رہی تھیں
لیکن وہ کہیں دکھائی نہ دیا
بات سمجھ میں آنے والی نہیں تھی۔ عمران۔ — اور اس طرح پیچھا چھوڑ دیتا۔ —

آج تک اس نے خواہ بخواہ اپنا وقت ضائع نہیں کیا تھا۔۔۔ تو پھر کیا۔۔۔ مقصد تھا
اس کا حرکت کا۔ دوسری طرف وہ یہ سوچ بھی نہیں سکتا تھا کہ گاڑی کا پہیہ بریست
ہونے میں عمران کی ہی کسی حرکت کو دخل رہا ہو۔ اس کی دانت میں پہیہ اتفاقا
برست ہوا تھا۔۔۔ لیکن عمران۔۔۔ آخر وہ بیہاں تک ساتھ کیوں لگا چلا آیا تھا۔
۔۔۔ وہ سوچتا رہا اور پھر اتنے میں یہی نظر آگئی۔۔۔ اس نے ہاتھا کرا شارہ
کیا۔۔۔ یہی اہم تر روی کے ساتھ اس کے قریب آ کر رکی۔
وہ دروازے کے بینڈل پر زور دینے کے لیے جھکا ہی تھا کہ کسی طرح بایاں ہاتھ
پتلون کی جیب میں رینگ کیا۔۔۔ اور پھر وہ اسی طرح سیدھا ہوا جیسے کہ اچا
نک ایکٹر ک شاک لگا ہو۔۔۔ یہی ذرا سور نے بھی شاید یہ تبدیلی محسوس کی تھی۔
وہ متغیر نہ انداز میں اس کی طرف دیکھتا رہا۔۔۔ دفعتا فیاض ہاتھ ہلا کر بولا۔
۔۔۔ جاو۔۔۔ مجھے بھی نہیں جانا۔

پھر یہی والا اسے دیکھا رہ گیا۔ اور وہ اس کیفی کی طرف بڑھ گیا جہاں سے کچھ دیر
پہلے اس نے اپنے کسی ماتحت کو فون کیا تھا۔



سایہ رنگ کی ایک بندگاڑی داش منزل کمپاؤنڈ میں داخل ہوئی۔۔۔۔۔ اے
بلیک زیروڈ رائیو کر رہا تھا۔

گاڑی کمپاؤنڈ سے گزر کر عمارت کے ایک اندر ونی حصے میں آ کر کی۔ بلیک زیرو
انجمن بند کر کے نیچے اتر اور گاڑی کا عقبی دروازہ کھول کر ایک طرف کھڑا ہو گیا
عقبی دروازے سے عمران برآمد ہوا۔ اس نے سر کو جنبش دئی جیسے کہ وہ اس کام
سے مطمئن ہو۔

کچھ دیر بعد وہ داش منزل کے آپریشن روم میں نظر آئے۔ عمران نے بلیک زیرو
سے کہا۔ مجھے ہیلی کا پٹر کے پائیکٹ کا بیان کیا ہوا ریکارڈ ایک بار پھر سنو۔

بہت بہتر جناب۔۔۔۔۔

بلیک زیرو میز پر رکھے ہوئے ٹیپ ریکارڈ کی طرف متوجہ ہو گیا۔ کچھ دیر کے بعد
ریکارڈ سے آواز آنے لگی۔

ہم نے اوپری بنگلیا والی چٹان پر لینڈ کیا۔ یہ چٹان اوپر سے کسی میدان کی طرح
ملکے ہے عمارت سفсан پڑی تھی۔ پولیس آفیسر نے مجھے بھی عمارت میں داخل ہو
نے کی دعوت دئی۔ وہ اندر کچھ تلاش کرتا رہا تھا لیکن واپسی پر اس نے وہاں سے
صرف ایک چھوٹا سا لفافہ اٹھایا تھا۔ جس میں باریک تار کا ایک چھوٹا سا چھار کھا ہو
ا تھا اور اس نے وہ لفافہ اپنے پرس میں رکھا تھا۔ لفافہ غالباً پلاسٹک کا تھا۔ میں
تریب سے تو نہیں دیکھ سکا تھا لیکن میرا اندازہ یہی ہے۔

بلیک زیرو ریکارڈ بند کر کے عمران کی طرف دیکھنے لگا۔۔۔۔۔

تو تمہیں یقین ہے کہ تمہارے آدمیوں نے وہ پس فیاض کی جیب میں سے نکال
لیا ہو گا۔۔۔ عمران نے بلیک زیرو سے پوچھا
جی ہاں۔۔۔۔۔ مجھے یقین ہے۔۔۔ میں کیپٹن فیاض کی اس عادت سے بخوبی

واقف ہوں۔ کہ وہ پس ہمیشہ پتوں کی جیب میں رکھتا ہے۔ خواہ وہ کتنا ہی وزنی
کیوں نہ ہو

کام ٹھیک ہو رہا ہے۔ عمران نے سر ہلا کر کہا اور سوچنے لگا۔
پائیٹ کابیان مختصر اور غیر واضح ہے۔ اس سے اس کے علاوہ کوئی خاص اطلاع نہیں
ملتی کہ فیاض نے وہاں سے ایک لفافہ اٹھایا تھا
میرا خیال ہے کہ میں بھی اس عمارت تک پہننا چاہیے۔

ہوں۔۔۔ فیاض کی رپورٹ کی نقش حاصل کر لئے ہو۔ عمران نے پوچھا
جی ہاں
مجھے دکھاو۔۔۔
بلیک زیرو کمرے سے چلا گیا اور عمران اسکے کرفون کے قریب چلا آیا۔ کسی کے نمبرڈ
ائیل کیے اور ماوچھ پیس میں ایک مشہود والی بھراں ہوئی آواز میں بولا
ٹرانسمنٹ لو۔۔۔ بی تھرٹین

کچھ دیر خاموش رہا پھر بولا۔۔۔ بی تھرٹین۔۔۔ رپورٹ۔۔۔
دوسرا طرف سے آواز آئی۔ ہیلی کو پڑھتا ہی ہوئی جگہ پر پہنچ جائے گا
۔۔۔ ساڑھے چار بجے۔۔۔
اوے۔۔۔ اسٹاپ۔۔۔
رسیور رکھ کر وہ بلیک زیرو کی طرف متوجہ ہو گیا جو کہ ایک فائیل لیے ہوئے کمرے
میں داخل ہوا تھا۔۔۔

فیاض کی رپورٹ کئی بار پڑھنے کے بعد اس نے بلیک زیرو سے پوچھا
تمہارا کیا خیال ہے اس رپورٹ کے متعلق
میری دانست میں تو وہ اسے کارکا حادثہ ہی ثابت کرنے پر تلا ہوا ہے۔ رپورٹ
کے الفاظ دیکھیے۔۔۔ کہتا ہے کہ یہاں پہنچ کر ایسے معلوم ہوتا ہے جیسے سا

لہاسال سے وہاں کسی کے قدم نہ پہنچے ہوں۔۔۔۔۔ کسی قسم کے نشانات بھی حاصل نہیں کر سکا

دفعتا عمران نے چونک کر کھا۔۔۔۔۔ دیکھو کسی نے گھنٹی بجائی ہے۔۔۔۔۔
بلیک زیر وہنی طور پر آواز کی طرف متوجہ ہو گیا۔۔۔۔۔ عمارت کے کسی دور افراطہ حصے میں گھنٹی نج رہی تھی
پھر وہ اٹھ کر باہر چلا گیا۔۔۔۔۔
عمران وہیں بیٹھا رہا۔۔۔۔۔ چھوڑی دیر کے بعد بلیک زیر وہاں آیا۔۔۔۔۔ وہ
کامیاب رہے ہیں جناب۔۔۔۔۔ اس نے لہار لوہ جیب سے تھی رنگ کا ایک پس نکال
کر اس کے سامنے ڈالتا ہوا بولا۔۔۔۔۔ اپ تو انے پیچانتے ہی ہو گئے۔۔۔۔۔
ہوں۔۔۔۔۔ اوں۔۔۔۔۔ فیاض ہی کا معلوم ہوتا ہے۔۔۔۔۔ لیکن ضروری نہیں کہ وہ لقا
فہاب بھی اس میں پایا جائے

سر سلطان کے یہاں تک پہنچنے سے قبل تک وہ لفافہ اس پس میں موجود تھا۔
عمران نے پس کھولا۔۔۔۔۔ ٹھیک ہے سر ہلا کر بولا۔۔۔۔۔ تمہارا خیال کچھ فلک
نہیں۔۔۔۔۔ اور۔۔۔۔۔ ایک دو۔۔۔۔۔ تین چار۔۔۔۔۔ ہوں ہوں۔۔۔۔۔ کل چھیالیس
روپے اور چھیاں کی پیسے ہیں
پلاسٹک کا چھوٹا سا لفافہ اس کی مٹھی میں دبا ہوا تھا۔۔۔۔۔

یہ لفافہ زیادہ پرانا نہیں معلوم ہوتا۔۔۔۔۔ پھر وہ پھاڑی دوسرا جنگ غظیم کے دوران
میں اطالوی جہاز ٹوٹتے ہی تباہ ہو گئی تھی۔۔۔۔۔ پھر پلاسٹک کا استعمال تجارتی پیانے
پر جنگ کے خاتمے کے بعد ہی شروع ہوا تھا۔۔۔۔۔ لہذا یہ لفافہ جنگ کی تباہی سے پہلے کا
نہیں ہو سکتا

عمران خاموش ہو گیا اور بلیک زیر واس سے وہ لفافہ لے کر خود اس کا جائزہ لیا
شروع ہو گیا

اور اس میں یہ تارکا لچھا۔۔۔ اس نے عمران کی طرف دیکھ کر کھا۔
نکالو

چمکدار باریک تار متعدد بلوں میں دائرے میں لپٹا ہوا تھا۔

بلیک زیر و پہلے اسے یوں ہی دیکھتا رہا۔ پھر اس کے بل کھولنے شروع کیے۔۔۔
تار تین یا ساڑھے تین گز لمبا ہو گا

جیرت ہے۔۔۔ بلیک زیر و سر ہلا کر بولا

یہ تو گلتا ہے کہ شاید ابھی بھی فیکری سے نکل کر آیا ہے

کہیں زنگ کا نھا ساقطرہ بھی نظر نہیں آتا۔۔۔

اس کو اسی طرح پیٹ کر لفاف میں رکھو

عمران بولا

فیاض نے کاے سمجھ کر اسے اتنی احتیاط سے رکھ چھوڑا ہے

بلیک زیر و بڑا بڑا

معلوم کرنے کی کوشش کرو

میرا خیال ہے کہ وہ دیدہ دانستہ سلطان کی اڑکی کو اس کیس میں الجھانا چاہتا ہے

وہ کس طرح عمران نے اس کی آنکھوں میں دیکھتے ہوئے کہا

ظاہر ہے کہ یہ لفافہ حال میں وہاں تک پہنچا ہو گا۔ تار کی کنڈیشن بتاتی ہے کہ فیاض

بھی اسے بخوبی جانتا ہے لیکن اپنی رپورٹ میں یہ ظاہر کرتا ہے کہ پہاڑی سال ہا

سال سے ویران رہی ہے

اس کی احتیاط ہمیشہ دور غنی ہوتی ہے۔۔۔ خیر۔۔۔ ہم آج اس پہاڑی کا جائزہ

لیں گے



کیپین فیاض جو کہ بے خبر سورہاتھا۔ جنجنحوڑے جانے کی بنا پر یو کھلا کر اٹھ بیٹھا۔
کمرے میں تیز قسم کی روشنی تھی۔ آنکھیں چندھیا گئیں۔ لیکن وہ بد صورت ریو الور تو
اسے پہلی ہی نظر میں نظر آگیا تھا۔ جس کی اتنی اسی کی طرف اٹھی ہوئی دکھائی دے
رہی تھی

فیاض کا ہاتھ تکیے کے نیچے رینک گیا
میں دیکھ رہا ہوں۔ ہلکی تیغراہبٹ سنائی دی۔ فاٹر کمبوں گا
جملہ انگریزی میں کہا گیا تھا اور یہ بھی غیر ملکی تھا۔ فیاض کا ہاتھ جہاں تھا۔ وہیں رہ
گیا۔ اور نظر آواز کی طرف اٹھ گئی
ریو الور والے کا چہرہ نقاب میں چھپا ہوا تھا۔ لیکن ہاتھوں کی رنگت بھی اس کے غیر
ملکی ہونے کی طرف اشارہ کر رہی تھی
ایک آدمی دروازے کے قریب کھڑا کھائی دیا
اس کا چہرہ بھی نقاب میں ہی تھا
کیا بات ہے۔۔۔ فیاض نے جھلانے ہوئے انداز میں کھلے
پہلے

تم اپنے حواس پر قابو پانے کی کوشش کرو پھر باقی میں بھی ہو جائیں گی۔۔۔ جواب ملا
فیاض کی سمجھ میں نہیں آ رہا تھا کہ اب اسے کیا کرنا چاہیے۔۔۔ اسے یاد آیا کہ اس
کی یہوی اس وقت کوٹھی میں موجود نہیں ہے اس سے اس کی ڈھارس پکھے بندھی۔۔۔ وہ
سر شام ہی کسی تقریب میں شرکت کے لیے اپنے بھائی کے گھر چلی گئی تھی اور اس نے
وہیں پر شب بیش بھی ہونا تھا۔

میں پوچھ رہا تھا کہ تم لوگ کون ہو اور کیا چاہتے ہو۔۔۔ فیاض کے لمحے میں اس بار

اچھی بات ہے۔ ریوالور والے نے بایاں ہاتھ بالکر کہا۔ اٹھ کر بیٹھو۔ اور میرے سوالات کے صحیح جوابات دو۔۔۔

فیاض اسے خونخوار نظروں سے دیکھتا ہوا تکیے پر کہنیاں لیک کر اٹھ بیٹھا۔ پھر نقاب پوش چند لمحے خاموش رہ کر بولاب۔ پلاسٹک کا وہ لفافہ کہاں ہے جو تم نے پہاڑی والی عمارت میں پایا تھا۔

فیاض کے چہرے پر شدید ترین غصے کے آثار نظر آئے لیکن وہ زبان سے کچھ نہ نکال سکا۔۔۔

وہ لفافہ میرے حوالے کر دے۔۔۔ نقاب پوش غرایا
وہ اس وقت تو میرے پاس نہیں تھے۔۔۔ نہ جانے کیوں فیاض کچھ زرم پڑ گیا
آفس میں۔۔۔ میری میز کے دراز میں

بکواس۔۔۔ آج آفس سے رو انگلی کے وقت وہ تمہارے پس میں تھا
تم آخر ہو گون۔۔۔ فیاض آنکھیں نکال کر بوال
کیوں تم جھے تشدید پر آمادہ کر رہے ہو۔ نقاب پوش کے لبھ میں دھمکی تھی۔

ہوش میں ہو یا نہیں۔۔۔ تم کس سے باتیں کر رہے ہو۔۔۔ فیاض
تن کر کھڑا ہو گیا

پیچھے ہٹو۔۔۔ نقاب پوش نے ریوالور والا ہاتھ آگے بڑھایا
فیاض پیچھے تو ہٹا لیکن اسی فکر میں تاہک کہ جھپٹ پڑنے کا موقع ملے
دروازے کے قریب کھڑے ہوئے نقاب پوش کے ہاتھوں میں بھی ریوالور نہ
دلکھلایا ہوتا تو اب تک کبھی کاٹکرا گیا ہوتا

اوہر دیکھو۔۔۔ میری طرف۔۔۔ قریب والے نقاب پوش نے کہا۔۔۔ وہ لفافہ
اس تار سمتیت میرے حوالے کر دو۔۔۔ ورنہ ایسی افیت میں بتلا ہو جاوے گے کہ موت

کے عالوہ گلوخلاصی کی کوئی صورت نظر نہیں آئے گی

شٹ اپ ---- فیاض دھاڑا ---- اسے حیرت تھی کہ اتنی اوپنجی آواز میں بو
لنے کے باوجود وہابیتک اپنے کسی ملازم کو جگانے میں کامیاب نہیں ہو سکا تھا ہو
سکتا تھا کہ ان نامعلوم آدمیوں نے انہیں پہلے ہی بے لس کر دیا ہو
تم قطعی بے لس ہو ---- نقاب پوش نے مضمک اڑائی وائے انداز میں کہا۔

--- ہم بآسانی تمہیں گولی مار سکتے ہیں
فیاض خاموش رہا
نقاب پوش کہتا رہا ---- میں جانتا ہوں کہ تم اس طرح وہ لفافہ میرے حوالے
نہیں کرو گے --- میرے پاس دوسرا تھا لدایکی بھی ہے --- لہذا کان کھول کر سن لو۔
جب اس اذیت سے کسی طرح پیچھا نہ چھڑا سکو تو ہم سے رجوع کر لیں ۔۔۔ اور ہم
لفافے کی واپسی پر تمہیں اس اذیت سے نجات دلادیں گے
پھر اس نے ہاتھاٹھاتے ہوئے اپنے ساتھی کو کسی قسم کا اشارہ کرتے ہوئے دوبارہ
فیاض کو مخاطب کیا۔۔۔ تم اپنی جگہ سے ملنے کی ہمت نہ کرنا
ریپوالور کی نال فیاض کے سینے کی طرف اٹھی رہی اور دوسرا آدمی آہستہ آہستہ چلتا
ہوا اس کی پشت پر آیا

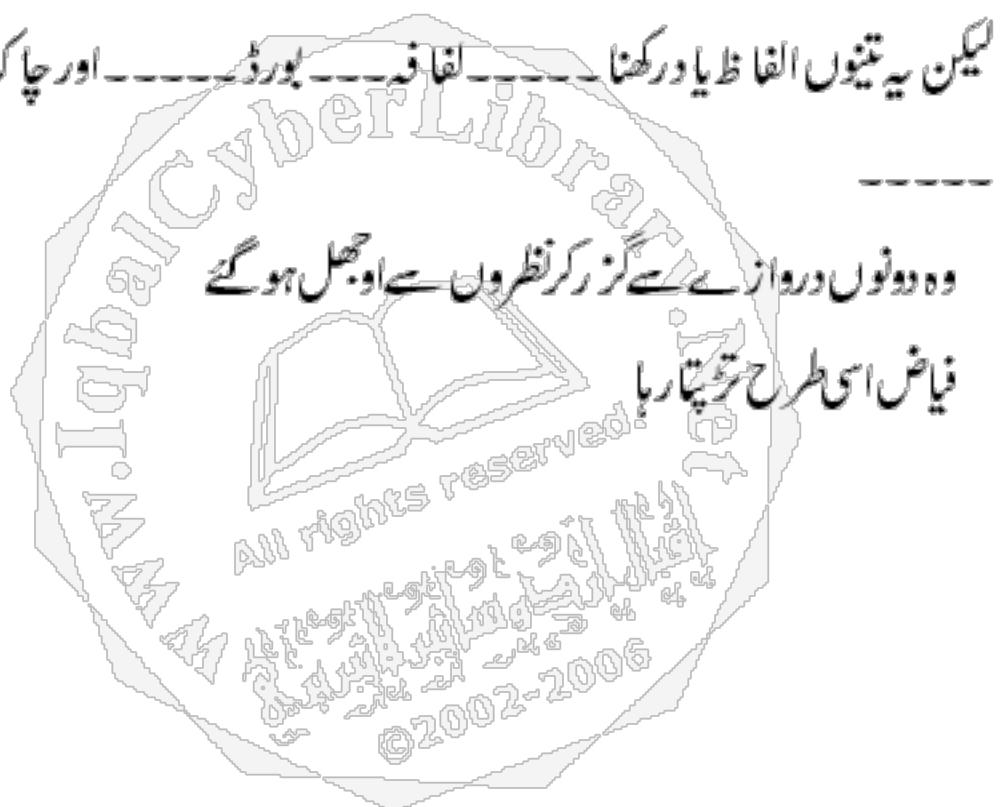
سامنے والے نقاب پوش نے فیاض کو پھر وارنگ دی۔۔۔ کوہ اپنے ہاتھی نیچے گرا
ئے رکھے]

دفعاً فیاض کے حلق سے عجیب سی آوازنگی۔۔۔ اور وہ بایاں گال دبائے ہوئے نیچے
فرش پر گر گیا

اب تڑپنے پھڑکنے کی اجازت ہے۔۔۔ سامنے والا نقاب پوش نہیں کر بولا۔۔۔
تمہارے گھر کے قریب جو سگریٹ کا بہت بڑا بورڈ لگا ہوا ہے۔۔۔ اس پر چاک سے لفظ
لفافہ لکھا دینا۔۔۔ اگر اس اذیت سے پیچھا چھڑانا چاہو

نیا ضم بایاں گال دبائے بری طرح جیخ رہا تھا۔ ایسا لگ رہا تھا کہ جیسے وہ کوشش
کے باوجود بھی اپنی چینیں دبائے پر قادر نہ تھا

دونوں نقاب پوش ہستے رہے پھر ایک اوپری آواز میں بولا۔ ہم جا رہے ہیں ۔۔
لیکن یہ تینوں الفاظ یاد رکھنا لفافہ بورڈ اور چاک اسٹک



سر سلطان کے چہرے پر گہری تشویش کے آثار تھے۔۔۔۔۔ اور عمران
خاموش بیٹھا اپنے داہنے ہاتھ کے ناخنوں کا جائزہ لے رہا تھا
آخر یہ واکیسے۔۔۔۔۔ سر سلطان پر کچھ دیباں بعد بولے
جس طرح میرے آدمی فیاض کے مجھے میں کام کر رہے ہیں۔۔۔۔۔ اسی طرح کوئی
اور بھی پارٹی ہے۔۔۔۔۔ ورنہ ان دونوں نقاب پوشوں کو اس کا علم کیونکر ہوتا۔۔۔۔۔ اس
سے چلتے وقت وہ لفافہ اس کے پاس تھا
یہ کہا تھا انہوں نے اس کے
جی ہاں۔۔۔۔۔
وہ اب کہاں ہے۔۔۔۔۔
کون۔۔۔۔۔ لفافہ۔۔۔۔۔ یا فیاض۔۔۔۔۔
دونوں۔۔۔۔۔

فیاض ہسپتال میں ہے۔۔۔۔۔ اور لفافہ اس کے پاس نہیں ہے۔۔۔۔۔
کس کے پاس ہے۔۔۔۔۔
عمران نے علمی ظاہر کرنے کے لیے ما یوسانہ انداز میں ہاتھوں کو جنبش دی اور پھر
بولा۔۔۔۔۔ ویسے فیاض کا بیان ہے کہ کل اس کی جیب کٹ گئی تھی۔۔۔۔۔ لفافہ پس میں تھا
لہذا کسی گرد کٹ کے ہاتھ لگ گیا ہوگا
یہ تمہارا کیا خیال ہے کہ وہ کسی گرد کٹ کے ہاتھ لگ گیا ہوگا
عمران نے احتمانہ انداز میں سر کو اشاعتی جنبش دی
پھر۔۔۔۔۔

میں کیا عرض کروں۔۔۔۔۔ لیکن میں نے فیاض کے لیے ویسا ہی لفافہ اور تار کی
چھپی مہیا کر دی ہے

کیا مطلب ۔۔۔۔۔ سر سلطان چونک کرائے گھورنے لگے ۔۔۔۔۔

اب وہ سگریٹ کے سامنے بورڈ پر چاک سے لفظ لفافہ لکھوادے گا ۔۔۔۔۔

اوہ ۔۔۔۔۔ تو اس طرح تم ان لوگوں کا تعاقب کرو گے ۔۔۔۔۔ کیا

فیاض نے یہ سب کچھ ہی تمہیں خود ہی بتایا تھا ۔۔۔۔۔

جی ہاں ۔۔۔۔۔ میں اس سے ہسپتال میں ملا تھا ۔۔۔۔۔ اس نے مجھے بلوایا تھا

ڈاکٹروں کا کہنا ہے کہ وہ بھی تک اس مرض سے نجات نہیں اپنے سکے

لہذا فیاض کا خیال ہے کہ وہی اسی اس تکلیف سے نجات دلاسکت ہیں جو کہ

اس کا باعث بننے تھے ۔۔۔۔۔

تکلیف کی نوعیت کیا ہے ۔۔۔۔۔

سوڑش شدید ترین سوزش نا قابل بیان تکلیف ۔۔۔۔۔

بائیں گال کے ٹھوڑے سے حصے پر فیاض ہی کے بیان کے مطابق گویا انگارہ رکھ

دیا گیا ہو۔ بیہو شی کیا نجاشن کے سہارے چل رہا ہے ۔۔۔۔۔ اس کا کہنا ہے کہ پیچھے

کھڑے ہوئے نقاب پوش نے کوئی ٹھنڈی چیز اس کے گال کے ساتھ مس کی اور پھر

ای ٹھنڈک نے سوزش اختیار کر لی ۔۔۔۔۔

سر سلطان کچھ نہ بولے ۔۔۔۔۔ ٹھوری دیر خاموش رہنے کے بعد انہوں نے کہا ۔۔۔۔۔

تمہار کیا خیال ہے اس جیب تراشی کے متعلق ۔۔۔۔۔ کاے اس کا سبب بھی وہی لفافہ تھا

خدا جانے ۔۔۔۔۔ عمران نے لاپرواہی کے ساتھ شانوں کو جنبش دی

ٹھوڑی دیر خاموش رہا۔۔۔۔۔ پھر بولا۔۔۔۔۔ میں بھی اس پاہڑی کی سیر کر چکا ہوں ۔۔۔۔۔

اور اس رائے عامہ سے متفق نہیں ہوں کہ ہیلی کا پڑ کے بغیر اس پر بنی ہوئی عمارت

تک رسائی ناممکن ہے ۔۔۔۔۔

یعنی تم اس کے علاوہ بھی کوئی زریعہ دریافت کر چکے ہو ۔۔۔۔۔

جی ہاں ۔۔۔۔۔

فیاض بالک ہی گدھا نہیں ہے۔ مرسلاطان کے لجھے میں بے اعتباری تھی ہو سکتا ہے کہ کسی قدر ہو۔ لیکن اسے دوسراے زریعے کی تلاش کب تھی وہ تو محض رپورٹ میں اس پہلو کی بھی خانہ پری کی غرض سے اوپر گیا تھا۔ اسے یقین تھا۔ جناب کہ وہ ایکسٹرنٹ مینا کی کارہی سے ہوا تھا بہر حال چونکہ اسے کسی دوسرے زریعے کی تلاش نہیں تھی۔ اس لیے اس کی نظر بھی اس پر میں پری

اس سے پہلے بھی کچھ لوگ اوپر پہنچنے کی کوشش کر رہے ہیں۔ مرسلاطان بولے نیچے ہی انہوں نے راستہ تلاش کیا ہو گا۔ وہ تو یقیناً کسی کے بس کا روگ نہیں۔ خیر بھی آپ کو فرست ملی تو وہ راستہ آپ کو بھی دکھاؤں گا۔ فی الحال تو اس تارا اور لقاۓ فاتح مسئلہ ورپیش ہے آخر وہ ہے کیا بلا۔

ایسی ہی بلا جس کے لیے وہ جان پر گھیل کر فیاض کی کوئی میں داخل ہوئے تھے۔ لیکن اس سے پہلے ہی وہ فیاض کی جیب سے نکال لیا گیا تھا۔ تو اس کا یہ مطلب ہوا کہ وہ مختلف پارٹیاں اس میں پچھی لے رہی ہیں۔ عمران کچھ نہ بولا۔ وہ پتھر انداز میں چیوگم کا پیکٹ پھاڑ رہا تھا



فیاض کے لیے اندازہ کرنا مشکل تھا کہ مارفیا کے نجاشن اسے کتنی دیر تک اس افیت کے

احساس سے بچانے رکھتے ہیں۔ وہیے اس بارہ ہوش میں آنے پر اس نے محسوس کیا جیسے کہ باعث میں گال پر ٹھنڈک پڑ گئی ہو۔۔۔ لیکن وہ اسے احساس کا ہو کہ سمجھ کر ان سوزش آمیز نیسون کا منتظر رہا جو کہ ہوش میں آتے ہی اٹھنے لگتی تھیں۔۔۔
دھنلا اسے یاد آیا کہ سگر یونک کے اشتہاری بورڈ پر چاک سے لفظ۔۔۔ لفاظہ لکھوا چکا ہے۔۔۔ اس نے وہ تھیں ہوئے باعث میں گال پر ہاتھ پھیرا۔ اس کو بلکل سی بھی سوزش محسوس نہ ہوتی
اسے ہوش میں آتا دیکھ کر نہیں واپس چلی گئی تھی جو کہ ڈیوٹی واکٹر کے ساتھ واپس آئی

اب کچھ دیر برداشت بھی کیجیے جناب۔۔۔ اس نے بڑے اوپ سے کہا۔۔۔ مورفیا کا اڑ سٹم پر اچھا نہیں ہوتا
اب اس کی ضرورت نہیں ہے۔۔۔ فیاض گال پر ہاتھ پھیرتا ہوا مسکرا کر بولا یعنی تکلیف کم ہے جی نہیں بالکل بھی نہیں ہے یعنی۔۔۔ وہ۔۔۔ سوزش

جی۔۔۔ ہاں۔۔۔ اب میں بالکل ٹھیک ہوں
بڑاہ کرم۔۔۔ اسی طرح لیٹے رہیے گا۔۔۔ اکثر نے کہا اور تیزی سے باہر کل گیا کچھ دیر کے بعد فیاض کو پھر کیمیائی آزمائشوں میں سے گز نا پڑا۔۔۔ اور اس کے باعث میں گال پر مختلف قسم کے آلات کا دباو پڑتا رہا لیکن وہ ان تجربات کے نتائج سے نوری طور پر آگاہ نہ ہو سکا

اس دوران میں اس نے پہنچ کی کاغز کی چڑھات محسوس کی
لیکن وہ ڈاکٹر زکی موجودگی میں دم سادھے لیٹار ہاتھا۔۔۔۔۔ جب تک ڈاکٹر وہاں موجود رہے۔۔۔۔۔ اس نے تجھے کے غلاف کے اندر ہاتھ ڈالنے کی کو ششش نہیں کی

سنا ہوتے ہی ہاتھ غلاف کے اندر گیا۔ پھر دوبارہ واپس آیا تو گرفت میں ایک وزنی سالفافہ تھا کوئی ٹھوں چیز لفافے کے اندر موجود تھی۔۔۔۔۔ اس نے مضطربانہ انداز میں افافے کو چاکل کیا۔۔۔۔۔ جس کے اندر سے کچھ کاغذات اور ایک بھنگی کی کاغذی کے نام پر تھا انگریزی میں ناپ کیے ہوئے خط پر نظر پڑی جو کہ اسکے نام پر تھا مائی ڈیر کیپشن فیاض۔۔۔۔۔ نیشنل بینک ہیڈ آفس کے لاکر نمبر تیرہ کی کنجی مع رسید روانہ ہے۔۔۔۔۔ لفافہ اسی لاکر میں رکھ کر کنجی بھی وہیں اپنے نام پر جمع کرا دو۔ لا کرتے ہمارے ہی نام پر حاصل کیا گیا ہے۔ لیکن حاصل کرنے والوں کے نام کا پتہ لگانے کی کوشش مت کرنا۔۔۔۔۔ یہ بھی وارنگ ہی ہے۔۔۔۔۔ پھر تو تم ہمیں بھی جانتے ہی ہو

فیاض کا خون کھولنے لگا۔۔۔۔۔ مٹھیاں بھیخ گئیں۔۔۔۔۔ لیکن پھر فوراً ہی اسے خیال آگیا کہ یہ لفافہ اس کے تجھے کے نیچے سے برآمد ہوا تھا۔۔۔۔۔ لہذا ہو سکتا ہے کہ اس وقت بھی اس کی نگرانی ہو رہی ہے بہرحال اسے اب عمران کی سکیم کے مطابق اپنے گھر واپس جانا تھا کیونکہ عمران کا فراہم کردہ لفافہ اسے وہیں سے ملتا تھا اب وہ اپوری طرح عمران کی مٹھی میں تھا معااملہ ہی ایسا تھا کہ وہ اپنے کسی ماتحت پر

اعتماد نہ کر سکتا تھا۔ کوئی بھی نہیں جانتا تھا کہ وہ اچانک اس مرض میں کیسے بنتا ہو گیا تھا
— اور اب شاید ڈاکٹر بھی متغیر تھے کہ اچانک ہی اس سے گلو خلاصی کیسے ممکن ہوئی
فیاض گھر آیا۔ اسے معلوم تھا کہ عمران نے وہ لفافہ کہاں رکھا ہو گا۔
یہوی اسی کی ہدایت کے مطابق ابھی تک بھائی کے گھر میں مقیم تھی
لفافہ نکالنے کے لیے فیاض نے راستینک پیبل کے میز پوش کے نیچے ہاتھ دیا
— اور ایک بڑا سالفا فہرست پختہ چلا آیا۔ لیکن اس میں عمران کے رکھے ہوئے لفافہ
نے کی وجہ پیبل سے حصیت ہوئی ایک تحریر برآمد ہوئی
ہمیں علم ہو چکا ہے کہ لفافہ کہاں ہے۔ اب تم جہنم میں جاؤ۔
فیاض کے منہ سے گایوں کا طوفان انہی پڑا۔ اور یہ عمران ہی کے لیے تھا
کاپنچتے ہوئے ہاتھ سے اس نے ٹیکیوں پر عمران کے نمبر ڈاگیل کیے اور وہ بد بخختی
سے دوسری طرف موجود تھا
تم کتے ہو۔۔۔ فیاض حلق پھاڑ کر دہاڑا
کون بھونک رہا ہے۔۔۔ دوسری طرف سے پوچھا گیا
تم نے مجھے دھوکہ دیا ہے
کون بول رہا ہے
میں فیاض ہوں۔۔۔
اوہ لیکن تمہاری آواز کو کیا ہوا ہے۔۔۔ میں پہچان نہ سکا
میں گھر سے بول رہا ہوں۔۔۔ تم نے یہاں کیا کیا ہے
وہی جو کہ تم سے کہہ چکا تھا
وہ لفافہ یہاں نہیں ہے
حیرت۔۔۔ تب تو اس کا مطلب ہے کہ وہ اس سے باخبر ہو گئے تھے
کیا تم پیبل سے کچھ لکھ کر رہے گئے تھے

ہر گز نہیں ---- میں نے صرف وہی پلاسٹک کا لفافہ بتائی ہوئی جگہ پر رکھا تھا
اگر تم سچ کہہ دے ہے ہو ---- تو پھر

کچھ نہیں ---- تم گھر پر ہی ٹھہرو --- میں وہیں آرہا ہوں ---- دوسرا

طرف سے آواز آئی۔ اور سلسلہ منقطع کروایا گیا





ریسیور کر کر عمران صدر کی طرف مڑا۔۔۔۔۔ جو کہ اسے مستفسرانہ نظر و نظر سے دیکھ رہا تھا۔۔۔

کھلیل شروع ہی سے بگڑ گیا تھا۔۔۔ عمران نے کہا
کیا ہوا

چوتھو گئی۔۔۔ فیاض کو وہ اتفاق وہاں سے نہیں ملا جہاں رکھا گیا تھا اس کی
بجائے غالباً کسی قسم کی کوئی تحریر میں ہے۔۔۔ فیاض کو مجھے ہسپتال میں نہیں بلوانا
چاہیے تھا۔۔۔ اگر میں حالات سے باخبر ہوتا تو خود ہی احتیاط رکھتا۔۔۔ ذرا
ٹھہر و میں اس سے اس تحریر کے بارے میں معلوم کروں
اس نے فون کی طرف مُرکر فیاض کے نمبر ڈائیل میں ہے۔۔۔ اور اسے متوجہ کر
کے ایسے سوالات کرتا رہا کہ وہ خود ہی ساری تفصیلات اگل دے
پھر بڑے سکون سے اس کی باتیں سنتا رہا۔۔۔ اور بالآخر بولا کہ تم نے مجھے کہیں کانہ
رکھا۔۔۔ اب وہ میرے پیچھے لگ گئے ہوئے اس تحریر کا مطلب تو یہی ہو سکتا ہے۔۔۔
اچھا پیارے خدا حافظ وہ تو تمہیں جہنم میں جانے کا مشورہ دے ہی چکے ہیں
۔۔۔۔۔ اب دیکھو میرا کیا بنتا ہے مفت میں مارا گیا میں تو

ریسیور کروہ مُکراتا ہوا صدر کی طرف مڑا

بہت باخبر ہیں وہ لوگ۔۔۔ اس نے کہا۔۔۔ فیاض اب ٹھیک ہے۔۔۔ غالباً ہسپتال
ہی میں کسی نے اس بحالت بے خبری اس کا علاج کر دیا ہے۔۔۔ میری دانست میں
فیاض پر کسی قسم کا زہر آزمایا گیا تھا۔۔۔۔۔ میں کو وہ بھی ایک ایسے سیال سے واقف
ہوں کہ اگر جلد میں پوسٹ ہو جائے تو ایک مخصوص توڑہ ہی آدمی کو اس سے نجات دلا
سکتا ہے

تو گویا ہسپتال کے عملے میں ہی سے کوئی ہو سکتا ہے۔۔۔۔۔ صدر نے متھرا شے لجے

میں کہا

حیرت کی کوئی بات نہیں جب وہ لوگ اس کے دفتر میں اپنے لیے کوئی جگہ بناسکتے
ہیں تو ہسپتال کی کیا حیثیت

صفدر کچھ نہ بولا۔ عمران کہتا رہا کہ بہر حال یہ بات بھی ان سے پوشیدہ نہ ہو گی کہ
میں اکثر فیاض کے لیے کام کرتا ہوں۔ اور یون ہجی میں شہر میں نیک نام نہیں ہوں
— میرے رکھے ہوئے لفافے کی بجائے فیاض کو وہاں سے ایک تحریر لائی ہے۔ جس
کے مطابق وہ لوگ جانتے ہیں کہ لفافہ کہاں ہے۔ اور فیاض نے اس سے ملے میں نہیں
دھوکہ دینے کی کوشش کی تھی
آخر وہ ہے کیا بلا
ابھی تک اس سے کوئی معقول نتیجہ نہیں تکل رکاوے یہی میر اندازہ غلط نہیں ہو سکتا
کیا اندازہ

عمران کچھ کہنے والی لگا تھا کہ جوزف آندھی اور طوفان کی طرح کمرے میں داخل
ہوا۔ ایڑیاں بجا گئیں اور سلیوٹ کر کے دانت نکال دیے۔ با چھیں کھلی پڑ رہی تھیں
سب ٹھیک ہو گیا۔۔۔ باس۔۔۔ اس نے لہک کر کہا
کیا ٹھیک ہو گیا۔۔۔ عمران اسے گھورتا ہوا بولا
اب شادی نہیں ہو گی

عمران نے طویل سانس لی اور منہ چلاتا ہوا صفر کی جانب چلا گیا
یقین کرو کہ باس سب ٹھیک ہو جائے گا۔ جوزف نے سینے پر ہاتھ رکھ کر کہا۔۔۔ پو
فیر سے تو میری ملاقات نہ ہو سکی۔۔۔ لیکن اس کی سیکرٹری نے مجھے یقین دلایا ہے کہ
وہ اس سلسلے میں جزو رکھنے کچھ کرنے گی
بھلا اس کی سیکرٹری کیا کر سکے گی
اس نے وعدہ کیا ہے

کیا وعدہ کیا ہے

یہی کہہ پروفیسر سے اس کے لیے کوئی مدیر کرائے گی

اوہ۔۔۔ جوزف شادی کر لے ورنہ پچھتائے گا

کیا قسم ہے صدر نے دلچسپی ظاہر کرتے ہوئے پوچھا
کسی نجومی کی پیشان گولی ہے کہا سے اس سال دوسری شادی کرنی ہی پڑے گی

صدر ہٹنے لگا اور جوزف مجھ پر کروسرے کمرے میں چل گیا

پچھدی ریحامی اور پھر وہی مسئلہ چھڑ گیا

صدر کو اس پر تشویش تھی کہ اب وہ لوگ عمران کے پیچھے پڑ جائیں گے



رافیہ سمناف نامی اس احمدق نیگر کو رخصت کر کے پھر بزرگمرے میں جانے آئی والی
تحتی کے اوٹو یا لانی دروازے سے نمودار ہوا

اس کے چہرے پر ایک آئی بار رافیہ کی طریقی تھی پھر جتنی دیر وہ سامنے رہتا وہ
نظریں جھکائے رکھتی

کیوں --- بے بی --- کیا خیال ہے اس احمدق کے بارے میں
اس نے رافیہ سے پوچھا

کیا وہ جو ابھی یہاں موجود تھا۔ رافیہ نے کلکپاتی ہوئی آواز میں پوچھا
ہاں --- وہی --- کہا وہ روز آئے گا اور تمہارا جی بہلائے گا

مل --- لیکن آپ تو یہاں کسی ضرورتمندی کی آمد پسند نہیں کرتے
ٹھیک ہے --- مگر یہ تو دیکھو کوہ یہاں تک کس طرح پہنچا ہوگا۔ جب کہ اس
کے علاوہ آج تک کوئی برآہ راست مجھ سے ملنے کے لیے آئی نہیں سکا

میں نیا سے پوچھا تھا اس نے بتایا تھا کہ بڑی دشواریوں سے برا لیعے پوسٹ
ہنس پتہ معلوم کر سکا تھا

بہر حال --- وہ یہاں تک آئی پہنچا --- اسے کہتے ہیں روحانی لگاؤ
میں نہیں کبھی جناب

مجھے افریقہ اور وہاں کے لئے والوں سے بے اندازہ محبت ہے --- اس وقت
بھی میرا جسم یہاں ہے اور میری روح افریقہ میں بھلک رہی ہے
بہر حال مجھے اس کے یہاں آنے جانے پر عکوئی اعتراض نہیں
میں اس کی دوستی کی خواہش مند نہیں ہوں --- رافیہ نے کسی قدر ناخوشگوار لمحے
میں کہا

میری دانست میں کوئی برائی بھی نہیں ہے --- وہ بھی اسی روح سے متعلق ہے

جس کا میں پچاری ہوں۔۔۔ خیر۔۔۔ اچھا۔۔۔ اب تم اپنا کام دیکھو

رافیہ بزرگرے میں آگئی۔۔۔ ابھی تک آج کی ڈاک نہیں دیکھی تھی

روزانہ کی ڈاک سے آئے ہوئے خطوط جوابی لفافے کے ساتھ نہیں کر کے اولو
ویلانی کی میز پر رکھ دیے جاتے تھے۔۔۔ اور وہ ان خطوط کے جوابات ان سے
نہیں کر دیتا تھا۔۔۔ پھر ان جوابات کو ناپ کرنا اور ملفوظ کر کے ڈاک کے پر د
کرنا رافیہ سوناف کا کام تھا۔۔۔

نہ وہ آنے والے خطوط کا بغور مطالعہ کرتی تھی۔۔۔ اور نہ ان کے جوابات کا

بس مشینی طور پر اپنے فرائض انجام دیتی رہتی تھی

لیکن ان خطوط سے تھان پچھوڑوں سے یک ابھن میں بتلا ہو گئی تھی

پلے جو خطوط آیا کرتے تھے ان میں کسی ایک جائزگار کا نام اور نام لکھنے کا وقت اور

دن درج ہوتا تھا۔۔۔ لیکن اب ان میں ایسے خطوط بھی ہوتے تھے

جن میں ناموں کی قطار در قطار نظر آتی۔۔۔ وہ انہیں بھی دوسرے خطوٹ کے

ساتھ جواب کے لیے رکھ لیتی۔۔۔ لیکن کچھ دنوں کے بعد اس نے محسوس کیا کہ

خصوصیت کے ساتھ ان کے جوابات نہیں دیے جاتے

اس قسم کے کچھ نہ کچھ خطوط اب تو ہر ڈاک میں ہوتے

پھر آہستہ آہستہ اسے محسوس ہونے لگا تھا کہ وہ کسی غلط جگہ آپنسی ہے نہ جانے

کیوں وہ دوسرے قسم کے خطوط کے متعلق بہمات میں بتلا ہو گئی تھی

کئی طرح کے خیالات آتے۔۔۔ کچھ دیران کے مختلف پہلووں پر غور کرتی

رہتی اور پھر اپنے کام میں لگ جاتی

آج بھی ایسے ہی تبلطو طا اس نے تازہ ڈاک سے چھانے تھے اور انہیں بغور دیکھ

رہی تھی

اچانک اسے ایک تیز قسم کی آواز سنائی دیاں خطوط کو بھی میرے پچاری کی میز پر

رکھ دو۔۔۔ یہ میرے دشمنوں کی کارگزاری ہے

وہ چونک کر چاروں طرف دیکھنے لگی لیکن اس پاس کوئی بھی نظر نہیں آیا

اٹھ کر دروازے کی طرف جھپٹی۔۔۔ راہداری سفان پڑی تھی۔۔۔ کون

ہے۔۔۔ بالآخر اس نے کامپتی ہوئی آوز میں بلند آواز سے پوچھا لیکن بازگشت کے علا

وہ کچھ بھی نہ سن سکی

وہ پھر کمرے میں واپس آگئی۔۔۔ یہاں بھی پہلے ہی کی سی خاموشی چھائی ہوئی تھی

۔۔۔ کری پڑھنے کی ہمت نہ پڑی۔۔۔ وہ سرگوشی و احتمال میں ہو سکتی تھی

۔۔۔ اس کے الفاظ میں وہن یاد رکھتے

ایک بار پھر وہ غیر ارادوی طور پر دروازے کی طرف جھپٹی۔۔۔ ٹھیک اسی وقت راہداری

سے قدموں کی چاپ بھی سنائی دی۔۔۔ ساتھی اتو ویال نے کہا۔۔۔

سمنا فیہ تمہاری آواز تھی

وہ راہداری میں انکل آئی۔۔۔ اوٹوسا منے کھڑا تھا۔۔۔

کاے بات ہے اس نے پوچھا۔۔۔ کیا حق تمہاری تھی

جی۔۔۔ جی۔۔۔ ہاں۔۔۔ وہ ہامپتی ہوئی بولی۔۔۔ مے نے ایک پراسار سرگوشی

سی تھی۔۔۔

کیا مطلب۔۔۔ وہ چونک پڑا

کسی نے مجھ سے کہا تھا ان خطوط کو بھی میرے پچاری کی میز پر رکھ دو۔۔۔ یہ

دشمن روحوں کی کارگزاری ہے

اوہ۔۔۔ اوہ۔۔۔ تم کن خطوط کا تزکرہ کر رہی ہو

وہ جن میں بہت زیادہ جانوروں کے نام لکھے ہوئے تھے

ذرا پھر تو دہرانا سرگوشی کے الفاظ

ان خطوط کو بھی میرے پچاری کی میز پر رکھ دو۔۔۔ یہ دشمن روحوں کی کار

گزاری ہے

کیا میں خوشی سے پا گل ہو جاوں۔۔۔ اتو کی آواز جوش مسر سے کانپ رہی تھی۔

میں۔۔۔ نہیں سمجھی جناب

اب تم میرے لیے ایک بہت ہی محترم ہستی ہو ما دام سمعناف
آپ۔۔۔ میرا۔۔۔ مخلکہ اڑا رہے ہیں جناب۔۔۔ وہ جھینپ کر بولی
نہیں ہر گز نہیں۔۔۔ میں بڑے خلوص کے ساتھ یہ باتیں کہہ رہا ہوں یہ
مجھے چالیسوائیں سال جا رہا ہے اس روح کی پوچھ کرتے ہوئے۔۔۔ لیکن وہ آج
تک مجھ سے مخاطب نہیں ہوئی۔۔۔ تم خوش نصیب ہو ما دام سمعناف۔۔۔ میں
بھی خوش نصیب ہیوں کا ان روح نے تمہیں میڈم بنایا ہے
آپ کی باتیں میری سمجھ میں نہیں آ رہیں ہیں
آہستہ آہستہ سمجھ جاؤ گی۔۔۔ اٹو نے کہا اور آنکھیں بند کر کے زیر لب کچھ بڑا
انے لگا

رافیہ کی الجھن بڑھتی جا رہی تھی۔۔۔ آخر کس روح نے اسے میڈم بنایا ہے
اور کیوں۔۔۔ یہ کیا چکر ہے۔۔۔ ابھی تک وہ اٹو ویلانی کو یا کل پیشہ ور نجومی سمجھتی تھی۔
لیکن یہ روحوں والی بات اس کی سمجھ میں نہ ملے
وغلتا اٹو آنکھیں لگھوں کر بھرائی ہوئی آواز میں بولا۔۔۔ آو۔۔۔ آو۔۔۔
میرے ساتھ آؤ میں تمہیں سب کچھ بتا دوں گا

وہا سے دوسرا کمرے میں لایا۔۔۔ یہاں دیواروں پر قدیم مصری اضام کی
تصویریں لگی ہوئی تھیں۔۔۔ اور عجیب سی خوبصورتی میں پھیل رہی تھی
بیٹھ جاو۔۔۔ اٹو ویلانی نے ایک کرسی کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا۔۔۔ وہ
بیدبیدہ نظر آ رہا تھا

کچھ دری خاموش رہنے کے بعد پھر بولا۔۔۔ یہ کافی مصر کے ایک قبرستان سے شروع

ہوتی ہے۔ مجھے روحانیت سے دلچسپی تھی۔ زندگی کے مختلف ادوار میں مختلف جنونوں کا شکار رہا ہوں میں۔ کبھی جڑی بوئیوں اک چکر۔ کبھی ستاروں اک خط اور کبھی روحوں سے رابطہ قاء کرنے کا شوق۔ بہر حال ان دونوں میں روحانیت کے شوق میں

بنتا ہو گیا

ویلانی خاموش ہو گیا اور رافیہ ہمہ تین سوال بھی بیٹھی تھیں
ویلانی نے دوبارہ سلمان فٹلو شروع کرتے ہوئے کہا۔ وہ ایک بہت پرانی قبر تھی
مقبرے کی عمارت منہدم ہو چکی تھی اور زمین میں ایک جگہ غار ساختا۔
میں اس میں اتر گیا۔ سکت بدبو اور گھشن تھی۔ لیکن میں نارج کی روشنی میں آگے
بڑھتا ہی گیا

آخر اس طرح ایک بہت بڑے تالوٹ تک میری رسمائی ہوئی۔ بدقت تمام میں
اس کا ڈھکنی کھول سکا۔ اس میں ایک حنوط کی ہوئی لاش تھی۔ اس دن میں
نے ڈھکنے کو اسی طریقہ بند کر دیا اور چپ چاپ واپس آگیا۔ دوسرے دن کی مرہ
اور لش گن لے کر گیا اور اس حنوط کی ہوئی لاش کی تصویر کھینچی اب جو اس قبر سے باہر
آیا ہوں تو ایسا لگا کہ جیسے کوئی میرے ساتھ چل رہا ہو

اوٹو ویلانی کی آواز تدریج گھٹ رہی تھی اور وہ یک چم لے دہراتے چلا جا رہا تھا
جیسے کوئی میرے ساتھ چل رہا ہو

وہ حیرت اور خوف سے اس کی طرف دیکھتی رہی۔ ویلانی کی آنکھیں بھی بند ہو
گئیں۔ دیکھتے ہی دیکھتے اس کا سر کری کی پشت پر گاہ پر ڈھلک گیا وہ غالباً بے ہوش
ہو چکا تھا

رافیہ سمناف بوكھلا کر کھڑی ہو گئی



عمران جیسے ہی فلیٹ سے نکل کر زینے طے کرنے لگا کسی نے نام لے کر بلایا۔ وہ
نیچے اترتے اترتے رک کر مڑا۔ ساتھ ہی گال پر کوئی خندی سی چیز لگی اور وہ اچھل
پڑا۔ زینوں پر اندر ہیرا تھا۔ پیر پھلا تو بقیہ زینے پیغم کو تکلیف کیے بغیر ہی طے کر
ڈالے۔ نیچے فٹ پا تھا پر آگرا۔ لیکن چوت کا احساس کے تھا۔۔۔ بس وہ
داہنے گال کو دبائے کھڑا تھا۔ ایساں لگ رہا تھا جیسے کہ بے شمار تھیں نہیں چنگاریاں
گال میں پیوست ہوئی ہوں۔۔۔ یہ تکلیف اتنی شدید تھی کہ دوسرا جسمانی تکالیف
اس میں وہ کرہ لگیں۔۔۔ وہ ویسے ہی گال دبائے ہوئے تھا اور پھر زینوں
کی طرف جھپٹا اور اندر ہیرے کی پرواہ کیے بکیر زینے طے کرتا ہوا اوپر کی طرف جانے لگا
اوپر پہنچ کر اپنے فلیٹ کے دروازے پر ہٹر چلانے شروع کر دیئے۔ سلیمان

اندر تاہ سانے دروازہ کھول کر حیرت سے اسے دیکھا

عمران اسے دھکادے کر غراتا ہوا بولا۔ دروازہ بولٹ کروے

کیا بات ہے صاحب۔ سلیمان نے بوکھلانے ہوئے لجھے میں پوچھا

دروازہ بولٹ کروے۔ عمران آگے بڑھتا ہوا بولا

سلیمان نے دروازہ بولٹ کر دیا اور حیرت سے منی پھاڑے عمران کو دیکھا رہا

ا بے پیاز۔۔۔ عمران دانت پر دانت جمائے ہوئے کراہا

۔۔۔ سلیمان جھپٹتا ہوا اندر گیا اور پانی کا گلاں لیے ہوئے واپس آیا۔۔۔

عمران مسہری پر گر گیا۔۔۔ سلیمان کے ہاتھ میں گلاں دیکھ کر بھنا گیا

پیاس نہیں۔۔۔ پیاز۔۔۔ وہ حلق کے بل چینا

پیاز۔۔۔ سلیمان نے متھرانہ دہرایا۔ جلدی جلدی پلکیں جھپکا گئیں اور بوکھلائے ہوئے لجھے میں بولا۔ پیاز سے کیا ہوگا۔ ڈاڑھ کے درمیں تو۔۔۔

او مردوو۔۔۔ پیاز کچل کر۔۔۔ عرق۔۔۔ برائٹی میں

سبحان اللہ۔۔۔ یا تو پیسے گے ہی نہیں۔۔۔ یا پیاز کا عرق ملا کر۔۔۔

خاموش۔۔۔ عمران دھڑا۔۔۔ پھر خود ہی اٹھ کر باور پی خانے کی طرف جھپٹا
اڈھرا دھر ہاتھ مار کر کہیں سے پیاز کی گھٹلی نکالی اور خود ہیا سے کچلنے لگا

لائیے لائیے سلیمان بولا۔۔۔ پیاز کے عرق سے نشہ نہیں اترتا۔۔۔

اومر دوو۔۔۔ خبیث۔۔۔ خاموش رہ۔۔۔ عمران مکاہلہ کر کر لایا

اچھا سا حب کدم کے چھلنے سے بھی نشہ اتر جاتا ہے۔۔۔ مجھے کیا

سلیمان نے بر اسامنہ بنا کر کھا اور پیاز کچلنے بیٹھ گیا۔۔۔

عمران جوزف کے کمرے کی طرف ہڑھا۔۔۔ لیکن جوزف کو وہاں نہ پا کر تو اس

کیا جان ہی نکل گئی جوزف سلیمان کی وجہ سے اپنی بیٹی میں چھپا کر رکھتا تھا۔۔۔ لہز اس کی

عدم موجودگی میں ان کا ذھونڈن کا ناکارے دار دھمکا۔۔۔

وہ پھر باور پی خانے میں واپس آیا۔۔۔ اتنی دیر میں سلیمان نے پیاز کے عرق کی
ایک خاصی مدد ایک پیالی میں جمع کر لی تھی

اپرٹ ہے اپرٹ۔۔۔ اس نے سلیمان سے اپو چھا
ہاں ہے۔۔۔ لیکن اس کالیے سے چھپا کر رکھنی پڑتی ہے۔۔۔ شیشوں کو صاف کرنے
کے لیے لا کر رکھتا ہوں

ابے تو لا۔۔۔ جلدی سے۔۔۔ عمران اسی طرح دانت پر دانت جمائے ہو
ئے بولا۔۔۔

تکلیف بے حد بڑھ گئی تھی

سلیمان عرق کی پیالی وہیں چھوڑ کر واپس چلا گیا۔۔۔ جب آیا تو اپرٹ کی بوتل اس
کے ہاتھ میں تھی

عمران نے بوتل چھین کر اسے باہر دھکیل دیا اور جب وہ کچن کا دروازہ بند کر کے
اسے بولٹ کر رہا تھا تو سلیمان کو بڑھاتے ہوئے سنا۔۔۔ کچھ ٹھیک نہیں ہے آدمی کا

--- کب کیا ہو جائے --- شراب نہیں ملی تو اسپرٹ اور پیاز کا عرق ---
کہیں کالجہ کاٹ کرنے رکھ دے

عمران اس کی بکواس پر توجہ دیے بغیر پیاز کے عرق کی پیالی میں اسپرٹ اندھیتا رہا
پھر اس محلول سے رومال ہتر کے گال پر رکھ لیا۔ فوراً ہی ایسا معلوم ہوا کہ جیسے
چنگاریوں پر پانی کے چھینٹے پڑے ہوں

دروازہ کھو لیے۔ سلیمان نے باہر سے دروازے پر ہاتھ لا رکر کہا

عمران خاموشی سے بار بار وہی عمل وہرا تارہا

اور بلاؤ کر گال میں سخنڈک پڑا۔ سلیمان کی اوت پلانگ بکواس جاری تھی۔ پتا

نہیں نشے میں ہیں یا نشے کے لیے یہ سب کچھ کہ رہے ہیں

دفعتاً عمران دروازہ کھول کر باہر آیا۔ لیکن والہنا گال اب بھی دبائے ہوا تھا

۔۔۔۔۔ اب تو با قاعدہ قسم کی کرایں بھی نکل رہی تھیں

آخر بتاتے کیوں نہیں۔۔۔۔۔ سلیمان نے جھلا کر پوچھا

آگ لگی ہوئی ہے گال میں

ہوا کیا۔۔۔۔۔

زینے پر کسی نے گال پر کچھ کیا تھا

وہی ہوا آخر جس کا دُڑ تھا۔۔۔۔۔ سلیمان نے سخنڈی سنس لے کر کہا

کیا ہوا۔۔۔۔۔ عمران غر اکر پلانگ

مس چھوٹو بھائی۔۔۔۔۔ آپ کو بری طرح گھورا کرتی ہے۔ سلیمان نے رازدار نہ

لے جی میں کہا۔ آج تو زینے کا بلب ہی فیوز ہو گیا ہے شاید

ابے کیوں بکواس کرتا ہے۔۔۔۔۔ ہائے۔۔۔ ارے۔۔۔ اوف۔۔۔ میں کیا
کروں

عمران اسی طرح کراہتا ہوا کمرے میں آیا۔۔۔ اور پلانگ پر ڈھیر ہو گیا۔۔۔ حقیقتاً

اب ذرا برا بر بھی سوڑش باقی نہیں رہی تھی۔ لیکن وہ پہلے سے بھی زیادہ بے چینی ظاہر کر رہا تھا





Rafiہ سمونا ف دبے پاؤں سبز کمرے میں داخل ہوئی۔ ہوٹل سے چلتے وقت اس نے تھیہ کر لیا تھا کہ وہ اٹوویلانی سے اس کانی اک بقیہ حصہ معلوم کرنے کی کوشش نہیں کرنے گی خواہ جتوہ خود کو سر اسی مکنی کے حوالے کروئے کا کیا فائدہ پچھلے دنوں ویلانی کے بیٹے ہوش ہو جانے کے بعد وہ کیسی جذبواں ہوئی تھی۔ سمجھ میں نہیں آ رہا تھا کہ اسے کیا کرنا چاہیے۔ بڑی دیر تک تو وہ خود بھی سکتے کی سی حالت میں رہی پھر ویلانی خود بخودی ہوش میں آیا تھا اور اس نے Rafiہ سے بڑا نجیف آواز میں کہا تھا کہ وہ اپنے ہوٹل واپس جا سکتی ہے اور وہ بے چون چر اس کو اسی حالت میں چھوڑ گرائے ہوٹل واپس آ گئی تھی پھر اسے نہیں معلوم کہ اس کے بعد اٹوویلانی کس حال میں رہا تھا اس وقت سبز کمرے میں داخل ہوتے ہیاں کی نظر ایک قد آدم تصویر پر پڑی تھی جو کہ اس سے پہلے اس کمرے میں نہیں تھی یہ فوٹو گراف ہی تھا۔ پینٹنگ نہیں تھی وہ دروازے کے قریب ہی اسے رک کر دیکھتی رہی

حنوط کی ہوئی لاش کی تصویر۔۔۔۔۔ اس سے پہلے بھی ایسے تصویریں بہت دیکھ چکی تھی۔۔۔۔۔ وہ لاپرواہی سے اپنی میز کی طرف بڑھنے ہی والی تھی کہ لفڑا وہیں ٹھنک گئی۔۔۔۔۔ وہ تصویر۔۔۔ ایسی صورت پہلے کہاں دیکھی تھی کس جانے والی مشا بہت رکھتی ہے۔۔۔۔۔ وہ سوچنے لگی۔ ہونٹوں کی بناؤٹ نگیلی ناک۔۔۔۔۔ اور گالوں کی ہڈیوں کا ابھار۔۔۔ او نہہ۔۔۔ وہ بڑ بڑائی اور اپنی میز پر آ بیٹھی۔ کام شروع کرنے سے پہلے ویٹی بیگ سے آئینہ نکال کر میک اپ کا جائزہ لینے کی عادت تھی۔ اس وقت غیر ارادی طور پر آئینہ ویٹی بیگ سے نکال لیا۔ اور پھر بری طرح چوٹکی۔ بوجھلا کر کھڑی ہو گئی

اب اسے احساس ہوا کہ مشا بہت تو خود اس سے تھی۔ ہونٹوں کی بناوٹ وہی تھی۔
گالوں کی ہڈیوں کے ابھار بھی دیے ہی تھے۔ حتیٰ کہ اپنے بال اور پر کی طرف
سمیٹ لیتی تو پیشانی کی بناوٹ بھی اس سے مختلف نہ تھی
پتا نہیں کیوں اس کے پیر کانپنے لگے تھے اور جسم خالی خالی سامحوں ہونے لگا تھا
دقائق وہی زرمی سرگوشی کر رے کی فضائیں گوجی
ڈرونیں تم میری پر چھائی ہو۔۔۔ میں تماہرے ہی تو سطح سے دنیا پر دوبارہ حکومت
کرو گئی میرے پیچاری اوڑو یا لانی سے کبھی الگ نہ ہونا اور اپنی پاکیزگی بھی برقرار
رکھنا۔۔۔ تم میری پر چھائیں ہو۔۔۔ تم میری پر چھائیں ہو
سرگوشی بتدریج مدد ہوتی ہوئی کر رے کے سکوت میں مدد ہو گئی وہ چند لمحوں بے
حس و حرکت وہیں کھڑی رہی پھر بے تحاشا رایدائری میں تکل آئی
آج شاید پہلی بارہہ اوڑو یا لانی کو اس طرح آوازیں دے رہی تھی
مسڑو یا لانی۔۔۔ مسڑو یا لانی۔۔۔ آپ کہاں ہیں۔۔۔ مسڑو یا لانی۔۔۔
رایدائری کے سرے پر یا لانی دکھائی دیا جو کہ غالباً اس کی آواز سن کر کسی کر رے
میں سے اکلا تھا
کیا بات ہے کیا بات ہے۔۔۔ وہ رافیہ کی طرف چھپا
لیکن اب رافیہ بہت بنی کھڑی تھی
کیا بات ہے سمونا ف۔۔۔
وہ صرف اس کی طرف دیکھ کر رہ گئی۔۔۔ کچھ کہنا چاہا۔ لیکن الفاظ نہ ملے
کیا تم خوفزدہ ہو۔۔۔ اوٹونے پوچھا
رافیہ نے لفظی میں سرگوشی دی
پھر کیا بات ہے
سرگوشی۔۔۔ وہی سرگوشی۔۔۔ وہ بدقت کہہ سکی

اوہ کب کیسے۔۔۔ مجھے بتاؤ۔۔۔ اور ادھر آو

ویلانی کی آواز میں اضطراب تھا

وہ اس کا بازو پکڑ کر اسے ڈرائینگ روم میں لایا۔ آتی دیر میں وہ بھی اپنے حواس پر

قابل پا چکی تھی

مجھے بتاؤ۔۔۔ بے بی لیا ہوا تھا۔۔۔ ویلانی پچھلے دیر بعد کہا

Rafiye نے کافی ہوئی آواز میں پچھلے دیر کے بعد پہلے کا واقعہ دہر لیا۔ ویلانی سر جھکائے سنتا رہا۔ کہانی کے بعض حصوں پر اس نے تفہیمی انداز میں سر کو جنبش بھی دی تھی

پچھلے خاموشی رہی۔۔۔ پھر وہ طویل سانس لے کر بولا۔۔۔ میں نے ہی وہ تصویر کرے میں لگائی تھی۔ یہ اس روح کے جسم کی تصویر ہے جس کا ذکرہ کل میں نے تم سے کیا تھا۔ میں اسے ابھی تسلیم کرتا ہوں۔۔۔ کہ وہ تم سے مشابہت رکھتی ہے لیکن یقین کرو کہ میں نے یہ سب کچھ اسی روح کے اشارے پر کیا ہے۔۔۔

روح کے اشارے پر۔۔۔

ہاں۔۔۔ بے بی کل میں اپنی کہانی پوری نہیں ل کر سکتا تھا۔۔۔ ہو سکتا ہے کہ اس مہربان روح نے اس واقعہ کو اپنے طور کر حل کرنا چاہا ہو۔ بہر حال اب سنو۔۔۔ وہ روح اس واقعے کے بعد سے میرے ساتھ رہی ہے۔۔۔ میں ہر وقت محسوس کرتا تھا جیسے کہ تنہ انہیں ہوں کبھی کبھی تو خوف بھی معلوم ہوتا تھا۔ عجیب سی ڈنی کیفیت سے دوچار تھا ان دونوں۔ اس ڈنی امتحار سے پیچھا چھڑانے کے لیے میں نے ایک عرب عامل سے رجوع کیا اس کی کوششوں کے بعد میرے اور روح کے درمیان گفت و شنید کے لیے کچھ اشارے مقرر کیے گئے۔۔۔ انہیں اشاروں سے اس روح نے بھیم طلاع کیا۔۔۔ کہ میں اس کے لیے مناسب جسم تاش کروں۔۔۔ بڑا مسئلہ تھا دشوار جسم کا۔۔۔ مطلب میں یہی سمجھ سکا کہ وہ جسم اس کی حنوٹ کی ہوئی لاش سے مشابہت

رکھتا ہو۔ کئی سال تک دنیا کے مختلف حصوں کی خاک چھانٹا رہا۔ اور آخر کار میری کوش قسمتی کہ تم مجھے لبنان میں نظر آ گئیں۔ ادھر روح نے اشاروں میں مجھے بتایا کہ ٹھیک ہے یہی مناسب رہے گی۔ میں نے تمہیں کبھی کچھ نہ بتایا۔ لیکن اب روح خود یہ چاہتی ہے کہ تمہیں بتاویا جائیے

ابھی تک وہ اشاروں میں مجھے سے لفڑلو کیا کرتی تھی۔ لیکن اب یہ لفڑلو تمہارے تو سطے الفاظ میں ہوا کرے گی تم مجھے سے اکثر بزرگمرے کے متعلق پوچھتی رہی ہو۔
لیکن میں تمہیں کبھی بھی کچھ نہیں بتا سکتا تھا۔ اب جب کہ تم باقاعدہ طور پر اس راز میں شریک رہی ہو۔ اس لیے کوئی وجہ نہیں ہے کہ تمہیں اس کے بارے میں لاعلم رکھا جائے۔ میں جہاں بھی قیام کرتا ہوں مجھے روح کے لیے ایک کرہ مخصوص کرنا پڑتا ہے۔ جہاں ہر چیز بزرگ کی ہوتی ہے۔ یہ بھی روح کی ہدایت کے مطابق ہی ہوتا ہے

وہاں بزرگ کے علاوہ کوئی دوساری گردانہ داخل ہی نہیں ہو سکتا۔ روح کی ہدایت کے مطابق ہی تم اب تک اس کرے میں بٹھائی جاتی رہی ہو۔۔۔ یہ تو میں نے پہلے ہی دن محسوس کر لیا تھا کہ تمہارے میک اپ میں روڑا اور لپ اسٹک موجود نہیں ہوتی۔ قدیم مصری خواتین کی طرح تم صرف لپ اسٹک اور کاجل پر ہی اکتفا کرتی ہو۔ اگر لپ اسٹک بھی استعمال کرتی ہوتی تو مجھے تم سے درخواست کرنا پڑتی کہ لپ اسٹک استعمال نہ کرو

ویلانی خاموش ہو گیا۔۔۔ رافیہ کے چہرے پر الجھن کے آثار تھے۔ کچھ دیر بعد اس نے کہا

لیکن یہ سب کیوں۔۔۔ یعنی میری پوزیشن کیا اہوگی
گریٹ۔۔۔ وہ اس کی آنکھوں میں دیکھتا ہوا بولا۔۔۔ کل تک تمہاری حیثیت ایک ملزم کی سی تھی۔۔۔ لیکن آج میں تمہیں خود سے برتر سمجھتا ہوں

اب میرے بُلنس میں تمہاری حیثیت ایک حصہ درا کی سی ہو گی
بی بُلنس ----

ہاں ---- اب روح ہمیں دنیا کے ان رازوں سے آگاہ کرے گی جن کا علم
کسی کو بھی نہیں
تو اس سے کیا ہو گا
بالکل صحیح قسم کی پیشان گوئیاں کی اج سکیں گی۔ ابھی تک میں علم کا سہارا الیات رہا
ہوں۔ لیکن اب سارے مسئلے بآسانی حل ہو جائیں گے۔ علم خجوم میں تو بعض
وقایت حساب کی غلطی کی بنابر پڑی بڑی لغزشیں ہو جاتی ہیں۔ لیکن اب دنیا کا سب
سے برآ کا ہم بھی پیشان گوئی میں میرا مقابلہ نہیں کر سکے گا۔ بے بی سہوناف اب ہم
دونوں دنیا کی عظیم ترین ہستیاں ہیں۔ لیکن مجھ سے زیادہ تم عظیم ہو۔ اب
میں تمہیں ملام کرتا ہوں

کہتا تو ہوں کہ ہسپتال میں داخل ہو جاو۔۔۔ فیاض جھلا کر بولا
تمہارا کیا بنا تھا ہسپتال میں

میں گھر پر تو صحت یا بُنیٰ میں ہوا تھا۔ دراصل اب مجھے اپنا یہ خیال درست معلوم
نہیں ہوتا کہ میری بے ہوشی کے دوران کسی نے مجھ پر اس زہر کا توڑ آزمایا ہو۔ بلکہ
ممکن ہے کہ یہی ان ادویات کا اثر ہو جو کہ ڈاکٹر استعمال براتتے رہے تھے
لیکن مورفیا کے انجکشن تو ضرورتی لگیں گے
ارے تم خواہ خواہ ہی بحث کیوں کرتے ہو۔ زردی اٹھوا لے جاؤ نکا۔ ابھی فون
کرتا ہوں ایم بولنس کاڑیوں کے لیے
نہیں۔۔۔ اس نے جوزف کی پھر اپنی آواز سنی اور چونکہ کرمرا
جوزف دروازے میں کھڑا اے جوڑہ باتھا۔۔۔
کیا مطلب۔۔۔ فیاض آنکھیں نکال کر بولا
مجھے ابھی معلوم ہوا ہے کہ مس چھوٹو بھائی
ابے کیا بکتا ہے۔۔۔ عمران حلق پھاڑ کر دہاڑا
تم چپ رہو باس۔۔۔ تم ان معاملات کو نہیں سمجھ سکتے
ہائے۔۔۔ عمران بے بسی سے کرایا

یہ میں جانتا ہوں۔۔۔ جوزف سینے پر ہاتھ رکھ کر بولا میں جانتا ہوں کہ کیا ہوا ہو گا
اس خنزیر کی پچی نے پہلے مشکولی چبائی ہو گی۔ پھر بیزی کی پیتاں چبا کر تمہارا بوسہ لیا
ہوا
ابے۔۔۔ کیوں۔۔۔ ہائے۔ عمران نے کمزوری آواز میں کراہ کر آنکھیں ہند کر
لیں اب فیاض کی طرف دیکھتا تھا اور کبھی جوزف کی طرف
جوزف کے پیچھے سلیمان بھی کھڑا نظر آیا
جی ہاں کپتان صاحب۔ اس نے جلدی جلدی کہنا شروع کیا۔ مس چھوٹو بھائی

بہت عرصے سے صاحب کے چکر میں ہے۔ کبھی مسکراتی ہے۔ کبھی سیٹیاں بجاتی ہے۔ اور کبھی۔۔۔ ابے چپ۔۔۔ عمران اچھل کر کھڑا ہو گیا

نہیں تم بتاؤ کیا بات ہے۔ فیاض نے سلیمان سے کہا
بس کیا بتاؤ صاحب۔۔۔ جب میں نے کالیے سے اس کے متعلق بتایا یہ کہنے لگا ٹھیک ہے۔ اس نے ہی انتقام یعنی کے لیے ایسا لیا ہو گا۔۔۔ اور پھر شام ہی کو میں نے اسے زینے کے بلب کو چھیڑتے ہوئے دیکھا تھا یہ کون ہے مس چھوڑو بھائی۔۔۔ فیاض عمران کی طرف مڑا۔۔۔ انہیں کم بختوں سے پوچھو۔۔۔ میرے تو فرشتوں کو بھی علم نہیں تم بہت بھولے ہو باس جوزف بول، پڑا۔۔۔ یہ عورتوں کا معاملہ ہے اس لیے اپنے عقل نہ چلاو۔۔۔

اچھا بد معاشوں تم ہی اپنی عقل کو چلاو۔ عمران انہیں گھونسہ کھا کر بولا اسی گیلری کے تیرے قلیٹ میں رہتی ہے۔۔۔ سلیمان نے فیاض سے کہا۔۔۔ کیا عمر ہے

اجی بس یہی سولہ سترہ بر س۔۔۔ آفت کی پڑیا۔۔۔ ماں کے پیٹ میں بھی پتا نہیں کیسے رہی ہو گی سالی۔۔۔ وہ سیٹیاں بجاتی ہے۔ وہ شور مچاتی ہے کہ خدا کی پناہ

عمران لیٹا لیٹا ہوا ہو لے ہو لے کراہتار ہا
کیوں فیاض نے اسے مخاطب کرتے ہوئے کہا۔۔۔ اب بتاؤ کیا خیال ہے
ارے چھوڑو میرا پیچھا۔۔۔ تم لوگ۔۔۔ خدا سمجھے
یا پھر دوسرا بات ہو سکتی ہے۔ جوزف جوا بھی تک سوچتا رہا پر تشویش لجھے میں بولا
۔۔۔ خیر خیر۔ اسے بھی دیکھا جائے گا۔۔۔ میں ابھی آیا۔۔۔ باس تم یہاں سے
ہرگز کہیں نہ جان

وہ فلیٹ سے باہر نکلا۔۔۔ فیاض احتقانہ انداز میں دروازے کی طرف دیکھتا رہا۔۔۔ پھر سلیمان کی طرف دیکھ کر آہستہ سے بولا۔۔۔ میرے ساتھ آؤ سلیمان اس کے پیچھے بیرونی گلری تک آیا

اب بتاؤ کیا بات ہے
مس چھوٹو بھائی
کیا ہوا تھا

زینے پر اندر ہیرا تھا۔۔۔ باہر جانے کے لیے نکلے تھے۔۔۔ پانچ منٹ بھی نہیں گزرے تھے کہ ڈالرہ دبایے چیختے ہوئے واپس آئے۔ کہنے لگے۔ اندر ہیرے میں گال پر کچھ ہوا ہے۔۔۔ گل بلل ہوئی ہے۔۔۔ پھر اسپرٹ میں پیاز کا عرق ملا کر پل گئے۔۔۔

ہوں۔۔۔ اور وہ اڑ کی۔۔۔ کیا اس وقت تمہیں وہ بھی دکھائی دی تھی نہیں جناب عالی۔۔۔ وہ تو نہیں دکھائی دی تھی اور یہ تمہارا ہی خیال ہے کہ اسی نے کچھ کیا ہوگا

بجی ہاں

کس بناء پر

جی بس وہ۔۔۔ یعنی کہ۔۔۔ میں نے اکثر دیکھا ہے۔۔۔ وہ صاحب کو دیکھ کر مسکراتی ہے اپی طرف متوجہ کرنے کیلئے سیٹیاں بجائی ہے اور یہ حضرت

ارے یہ حضرت۔۔۔ اسی لاکٹ ہوتے تو یہ دن دیکھنا نصیب نہ ہوتا

فضول باتیں مت کرو۔۔۔ کاے وہ اس سے بات چیت کے لیے رکتا تھا نہیں جناب کبھی نہیں۔۔۔ میں نے تو کبھی نہیں دیکھا۔ یہ تو شاید جانتے بھی

نہ ہونگے کوہ سارا نسل غپاڑہ انہیں کے لیے ہوتا ہے

فیاض کچھ دیر بعد بولا۔ اچھا ب میں چلتا ہوں۔ اگر کوئی خاص بات ہو تو مجھے
افس میں یا گھر پون کر کے بلوالیما

فیاض چلا گیا۔۔۔ سلیمان کمرے میں واپس آیا
عمران گال دبائے اکڑوں بیٹھا تھا۔۔۔ سلیمان کو دیکھتے ہی بر س پڑا
ابے یہم دونوں نے۔۔۔ مس چھوٹو بھائی کا ک کیا قصہ نکالا تھا
میں کیا جانوں۔۔۔ اس کے لیے کالیے سے پوچھیے۔۔۔ میں نے
تو شبہ ظاہر کیا تھا۔۔۔ کہنے کا ٹھیک ہے یہی ہو گا۔۔۔ یہ پتی چباں وہ پتی چباں اور پیار
کرنے کے بھانے گال پر ٹھوک کی پچکاری چھوڑ دی ہو گی جو کہ کھال سے گزرتا
ہوا گوشت میں پوسٹ ہو گیا۔۔۔ گ لک گئی تھی گال میں۔۔۔ اپنے خالہ زاد بھائی کا
قصہ بھی سنایا تھا کہ کیسے ایک لڑکی نے اس کے ساتھ بے وفائی کا اس سے انتقام لیا تھا
بکواس بند کرو۔۔۔ اب اگر اس قسم کی کوئی بات کسی کے سامنے زبان سے
نکالی تو کھال گراوں گا

اچھا وہی تھی نا صاحب۔۔۔ سلیمان نے رازدار نجی میں پوچھا
او خبیث۔۔۔ دوڑ ہو جاویہاں سے۔۔۔ عمران گھونسہ دکھا کر دہڑا
سلیمان براسامنہ بناتے ہوئے دروازے کی طرف بڑھ گیا
عمران آنکھیں بند کر کئے لیٹا ہوا پھر کراہا۔۔۔ دو دن سے یہ کھیل جاری تھا۔۔۔ لیکن ابھی
تک ان ان نامعلوم آدمیوں کی طرف سے کسی قسم کا کوئی پیغام نہیں ملا تھا
فیاض کو اسی قسم کی سزا اسی لیے ملا تھا کہ وہ ان کے طلب کرنے پر پلاٹک کالغا فہ
مہیا نہیں کر سکا تھا اس کے ساتھ ہی وارنگ بھی ملی تھی کہ اگر اس نے وہ لفافوں کے
حوالے نہ کیا تو اس افیت سے کسی طرح بھی چھکا راناپ سکے گا
یہاں ابھی تک ایسی کوئی بات نہیں ہوئی تھی۔۔۔ پھر آخر کار اس افیت وہی کا مطلب

کیا تھا

کیا وہ لوگ اس سے باخبر ہو گئے تھے کہ اس نے اپنا علاج خود ہی کر لیا ہے
عمران آنکھیں بند کیے پڑا سوچتا رہا۔ لیکن اس دوران میں ہلکی ہلکی کراہیں اس
کے حلق سے آزادا ہوتی رہی تھیں۔ جیسے وہ سچ مجسکی بہت بڑی اذیت میں بنتا
ہو کر رضط کے باوجود بھی اس کا اظہار نہ ہونے دینے میں کامیاب نہ ہو پار رہا تھا
دفعاً جوزف کرے میں داخل ہو کر بولا۔ کیا تم جاگ رہے ہو بس
کیوں کیا ہے۔ عمران کا اچھے جھلات سے پاک نہیں تھا
سب ٹھیک ہو جائے گا بس۔ وہ آئی ہیں۔
کون
مادام سمونا ف رافیہ 2006ء کی ماں عرب تھیں اور بابا پ ایک جلاوطن روی
ڈرائیور روم میں بیٹھی ہیں۔
کیا بک رہا ہے

میں پہلے بھی ان کا ترز کرہ کر چکا ہوں۔ وہ پروفیسر اولو ویلانی کی سیکرٹری ہیں۔
میں نے ان سے تمہارا ترز کرہ کیا تھا۔ انہوں نے پروفیسر کے مشورے سے یہاں آنا
منظور کر لیا تھا
مگر تو انہیں کیوں لا لیا ہے۔

اپنے علم کے ذریعے پتا لگایں گی کہ تم پر کس قسم کی روح کا حملہ ہوا ہے
اور وہ مس چھوٹو بھائی۔ عمران آنکھیں نکال کر بولا
ارے باس۔ جوزف نے دانت نکال دیے۔ سلیمان نے مجھے بہکا دیا تھا۔ یہ
سو فیصدی کسی بری روح کی حرکت ہو سکتی ہے
اچھا تو پھر۔
مادام رافیہ سمونا ف تھیں بس ایک نظر دیکھنا چاہتی ہیں

عینک لگاتی ہیں یا نہیں ---
نہیں --- کیوں ---

آجھل میں الیکٹر و مائیکرو اسکو پک ہو رہا ہوں

بس اب چپ رہو باس میں انہیں یہاں لا رہا ہوں
جیسی تیری مرضی --- عمران سخندری ساس لے لے رہے بسی سے بولا
جوزف کمرے سے چلا گیا اور عمران نے پھر کراہتے ہوئے آنکھیں بند کر لیں
کچھ دیر بعد قدموں کی چاپ سن کر آنکھیں کھولنی ہی پڑیں
جوزف کے قریب ایک لکش لڑکی مظر آئی جس کے ہم پر بنزرنگ کا باواہ تھا اور
بنزہی رنگ کے روپ میں سر کے بالوں کو اس طرح سمیتا گیا تھا کہ وہ پڑی سی لگنے
لگی تھی پیروں میں بھی بنزرنگ کے عیندیل تھے
عمران نے اٹھنا چاہا۔ لیکن وہ ہاتھ اٹھا کر زم لجھے میں بولی ---

آپ لیٹے رہے

شکریہ کہہ کر عمران نے دوبارہ اٹھنے کی کوشش نہیں کی
آنکھیں بند کر لیں اور ہولے ہولے کراہتا رہا

کس طرف تکلیف ہے۔۔۔ لڑکی نے آہستہ سے جوزف سے پوچھا

جوزف نے اسی گال کی طرف اشارہ کیا جس پر عمران ہاتھ رکھے ہوئے تھے
ذرا پل بھر کے لیے ہاتھ ہٹا لیجیے۔ اس نے عمران سے کہا

عمران نے کراہا کر آنکھیں کھولیں اور اس گال پر سے ہاتھ ہٹالیا اور وہ اسے دیکھتی
رہی اور حھوڑی دیر بعد بولی۔۔۔ پروفیسر کا خیال درست معلوم ہوتا ہے۔۔۔ یہ کسی روح
کی کارگزاری نہیں معلوم ہوتی

پھر ---

ان کے کسی دشمن کی حرکت ہے۔۔۔ کوئی زہر بیلا مادہ جلد میں پیوست ہو گیا ہے

یہ بھی بھی کہتے ہیں۔ اندھیرے میں کوئی تھنڈی چیز گال سے مس ہوئی تھی اور پھر
وہ تھنڈک سورش میں تبدیل ہو گئی تھی

بہر حال اگر یہ انسانی کارنامہ ہے تو پھر ادویات کا ہی سہارا لینا پڑے گا۔

لڑکی بولی ----

پتا نہیں کتنے انجاشن لگ چکے ہیں اب تک۔ لیکن ابھی تک تو کوئی فائدہ نہیں ہوا
جو زف گھصیا کر بولا۔ آپ ہی کچھ سمجھیے ان کی تکلیف تو مجھ سے دیکھی نہیں جاتی
کیا تم انہیں ہماری قیما گاہ تک لے چلو گے۔ پروفیسر جڑی یوشیوں کے بھی ماہر

ہیں

کیوں باس چل سکو گے۔ جوزف نے عمران سے اپنے چھا
مجھ سے تو ہلا بھی نہیں جاتا۔ عمران نے ورنائک لجھے میں کہا
ہمت سمجھے۔ لڑکی نے بے حد زم لجھے میں کہا

کہاں جانا ہو گا

تم فلکرنہ کرو باس میں ان کی کوئی کارستہ جانتا ہوں ----

اچھی بات ہے۔ میں لباس تبدیل کرلوں

ارے کیا کرو گے باس۔ جوزف جلدی سے بولا۔ تم تو سلپینگ سوٹ میں بھی
اچھے لگتے ہو

شٹ اپ۔ عمران نے تیز لجھے میں کہا اور انھوں کراس کمرے میں آیا۔ جہاں
ایکس ٹووالا پر ایسویٹ فون رکھا تھا

دانش منزل کے نمبر ڈائیل کر کے بلیک زیر و کو مخاطب کیا

میں وس منٹ کے بعد اپنے فلیٹ سے نکلوں گا۔ ایک بزر پوش غیر ملکی لڑکی میرے
ساتھ ہو گی۔ جوزف بھی ہو گا۔ ہمارا تعاقب کیا جائے اور ہم جس عمارت میں داخل
ہوں۔ اس وقت تک اسکی کڑی نگرانی کی جائے جب تک کہ ہم دوبارہ باہر نہ آئیں

اوکے سر--- دوسری طرف ---- سے آواز آئی اور عمران نے فون کا سلسلہ
منقطع کر دیا

جوزف اسے پیسی پر لايا تھا جو کہ واپسی کے لے بھی انگیج کر لی گئی تھی لہذا فلیٹ
سے نیچے آتے ہی وہ روانہ ہو گئے

عمران برادر کراہے جا رہا تھا۔۔۔ جوزف اور رافیہ خاموش تھے

کچھ دیر کے بعد پیسی موڈل کا لوٹی کیا یک شامدار عمارت کے چھانک میں داخل
ہوئی۔ عمران بڑا نہ لگا۔ پتا نہیں کہاں کہاں کی ٹھوکریں کیھانی پڑیں گی۔ دنیا میں
کوئی ایسا نہیں جو کہ صحیح طور پر میری دلکشی باطن کر سکے۔۔۔ کاش میں ایک نسخا منحا
بچہ ہوتا ماں کی گود میں

آخری جملہ کہتے کہتے اس کی آواز بھرا گئی۔ پھر ایسا معلوم ہوا کہ جیسے وہ اپنی بے
ساختہ قسم کی ہچکیوں کو دبانے کی کوشش کر رہا ہو۔ لیکن کامیابی نہ ہو رہی ہو
ارے ارے نہیں۔۔۔ نہیں۔۔۔ پریشان ہونے کی ضرورت نہیں۔ رافیہ بو
کھالئے ہوئے لجھے میں بولی

باس کے ماں باپ کوئی نہیں ہیں۔ جوزف نے اگلی سیٹ سے بھرا گئی آواز
میں کہا۔ غالباً اس نے بھی یہ جھوٹ محس اس لیے بولا تھا
کہ رافیہ کی نظروں میں وہ اور زیادہ رحم کا مستحق ہو جائے
سب ٹھیک ہو جائے گا۔ سب تھیک ہو جائے گا۔ رافیہ عمران کا شانہ تھپتھاتی ہوئی
بولی۔ بس پھر کیا تھا عمران کی ہچکیاں دھاڑوں میں تپیل ہو گئیں
پیسی پورچ میں رک چکی تھی۔ لیکن وہ سب بیٹھے ہی رہے۔ عمران کبھی اردو میں
دھاڑیں مارتا تھا اور کبھی انگریزی میں

البتہ جوزف کی کبھی میں نہیں آ رہا تھا کہ وہ اسے عربی میں سمجھائے یا انگریزی میں
بدقت تمام وہ اسے گاڑی سے اتارنے میں کا یا ب ہوا۔۔۔ اور سب

ڈرائینگ روم میں آئے۔ جوزف نے عمران کو سہارا دے رکھا تھا

آپ لوگ بیٹھیں۔۔۔ رافیہ نے اندر ونی دروازے کی طرف بڑھتے ہوئے کہ۔۔۔

میں پروفیسر کو اطلاع دینے جا رہی ہوں

وہ چلی گئی اور جوزف رونی سی شکل بنائے عمران کی طرف دیکھتا رہا
عمران کی آنکھیں بند تھیں اور کراہیں جاری۔۔۔ پچھلے دیر کے بعد رافیہ واپس آئی۔

جوزف نے بھی اس کی آنکھوں میں عمران کے لیے رحم دلی کی جھلکیاں دیکھیں
رافیہ نے جوزف سے کہا۔ میں مریض کو دوسرے کمرے میں لے جاؤں گی۔ تم

بھیں بیٹھو گے

بہت اچھا مادام۔۔۔ جوزف نے کھڑے ہو کر بڑے ادب سے کہا
رافیہ نے عمران کا بیزو پکر کر اٹھاتے ہوئے کہا چلیے

عمران نے احتمان انداز میں سراخا کر اس کی طرف دیکھا اور لڑکھڑا تاہما ہوا چلنے لگا۔

دوسرے کمرے میں بس اتنی ہی روشنی تھی کہ دونوں ہی متحرک سائے معلوم ہوتے

لگتے تھے۔ ایک دوسرے کے خدوخال نہیں دیکھ سکتے تھے

یہاں بیٹھ جائیے۔ رافیہ نے اسے ایک کرسی کی طرف دھکلتے ہوئے کہا۔۔۔ ٹھیک

ہے۔ اب آپ یہاں تنہا ہونگے اور پروفیسر کی آواز بخوبی سن سکیں گے

روشنی تو کرتی جائیے۔۔۔ عمران نے کراہا کر کہا

آواز اندر ہریے میں بھی سنبھال سکتی ہے آپ کی بھلانگی اسی میں ہے۔۔۔ پچھلے دیر کے

لیے اندر ہیرا برداشت کرنا پڑے گا

جی۔ بہت اچھا۔ عمران نے سعا و تمدن انداز میں کہا

رافیہ اسے وہیں چھوڑ کر چلی گئی

وقتنا ایسی آواز آئی۔ جیسے کوئی بہت دور سے کسی کو پکار رہا ہو پھر آہستہ آہستہ وہ آواز

قریب آتی گئی۔ اب عمران اسے بخوبی سن سکتا تھا

سارے خانے خالی ہیں۔ سارے خانے خالی ہیں۔ آسید نہیں ہو سکتا۔
اس معاں میں کسی کی بھی روح کو کوئی دخل نہیں ہے۔ سو فیصدی کسی آدمی کا
کارنامہ۔ کیا تم سن رہے ہو۔ جواب دو
میں سن رہا ہوں۔ عمران روپاں کی آواز میں بولا۔ خدا کے لیے مجھے اس
اذیت سے نجات دلادو
تمہاری بات بھی میرے کا نوں تک پہنچ گئی ہے۔ آواز آئی۔ چند لمحے خاموش رہی
۔ پھر کہا گیا۔ کسی ایسے آدمی کی حرکت ہے جس کی کوئی تینی چیز تمہارے پاس ہے۔
آنٹی ہمیدی کی انگوٹھی ہو سکتی ہے۔ اچھی لگنی سخنی یا کرلا یا تھا
نہیں۔ انگشتیوں اور انگوٹھیوں کا خانہ خالی ہے
خالی ہی رہنے دو۔ انگوٹھی تواب مالپیں ہونے سے رہی
سبحیدگی سے سوچو۔ وہ کون سی چیز ہے جس کی واپسی کے لیے تمہیں دھمکیاں ملتی
رہی ہیں

آنٹی ہمیدہ کو پتا ہی نہیں۔ دھمکیاں کاے دیں گی۔
ارے۔ مرا۔ اوہ خدا کے لیے میرا اعلان کرو
علان ہو جائیگا۔ لیکن میرے حساب سے تو ت تم اس کے بعد بھی محفوظ نہ رہ
سکو گے۔ اس بار شاید اس سے بھی زیادہ خطرناک حرba استعمال کرے
ارے پھر میری عقل تو ٹھکانے آئے گی۔ پھر سوچوں گا کہ میں نے کسی کی
کیا چیز دبائی ہوئی ہے۔ اف مرا۔ اف فوہ۔ اب تو جلن کچھ اور
ہی زیادہ بڑھ گئی ہے۔
تم ٹھیک ہی کہتے ہو۔ مجھے جو کچھ کہنا تھا۔ کہہ چکا۔ اپنے ہر فعل کے تم
خود ذمہ دار ہو گے۔ لیکن میں بلا معاوضہ کوئی کام نہیں کرتا۔ تمہارے علاج کی قیمت
پانچ سورو پے ہو گی

مجھے منظور ہے

اچھا تو پھر اسی کمرے میں واپس جاو۔ رقم رافیہ سوناف کے ہاتھ پر رکھو۔ عالم
بھی وہی کرنے گی۔ خدا حافظ
کمرے کی فضا پر وہی پہلے کا سایو جھل سکوت طاری ہو گیا
عمران اٹھا اور لڑکھڑا تا ہوا ڈرائینگ روم میں واپس آیا
کیا ہوا۔ رافیہ کرسی سے اٹھتے ہوئے بولی
پانچ سورو پر تو اس وقت نہیں ہیں میرے پاس۔ پھر کیا میں یہاں سے
بے شیل و مرام واپس جاؤ نگاہ میں نہیں سمجھی
عمران معاملے کی شرائط دو ہر اتنا ہوا گزگز ایسا خذکے لیے کچھ کرو۔ ورنہ میں شاید
اب دوبرا خود کشی کرلوں

میں پروفیسر سے اس پر بات کرو گی کہ وہ فی الحال آپ سے کچھ نہ طلب کریں۔
صحت یا بہبود جانے کے بعد آپ ادا کر دیں گے
بہت بہت شکریہ۔ میں یقیناً یہ رقم دو تین دن میں مہیا کر دوں گا۔ عمران ہائے
والے کرتارہا

جوزف پر تشویش نظرؤں سے اس کی طرف دیکھتا جا رہا تھا۔ ایسا معلوم ہو رہا تھا
کہ جیسے اسے عمران پر ترس آ رہا ہوا اور غصہ بھی
کچھ دریے کے بعد رافیہ واپس آئی۔ اس کے چہرے پر کبیدگی کے آثار تھے۔ ایسا
لگ رہا تھا جیسے کہ پروفیسر کے ساتھ تیز کلامی کرتی رہی ہو
اس کے ہاتھ میں ایک شیشی تھی اور شیشی میں سرخ رنگ کے سیال کی چھوڑی مقدار
نظر آ رہی تھی۔

اسے ایک ایک گھنٹے کے وقفے سے اس جگہ لگاتے رہے گا جہاں سورش ہے

رافیہ نے شیشی عمران کی طرف بڑھاتے ہوئے کھلا

خدا تمہیں خوش رکھے نیک دل خاتون

عمران شیشی لر کے الٹھتا ہوا بولا۔ میں تین چہاروں کے اندر ہی اندر یہ رقم فراہم کرو
نگا۔ مفلس نہیں ہوں۔ لیکن جوزف جیسے ملازمین کی وجہ سے اکثر بھیک
مالکنے کی بھی نوبت آ جاتی ہے چھبوٹلیں یومیہ پیتا ہے مردوں
رافیہ کچھ نہ بولی۔ ویسے جوزف نے بڑے خلوص کے ساتھ دانت نکال
دیے تھے
واپسی کا سفر جوزف کی معیت میں ہوا۔ عمران نے چپ سادھی تھی



عمران اور صدر دری سے سر جوڑے بیٹھے تھے۔۔۔۔۔ تھوڑی دیر گفتگو ہوتی رہی
پھر دونوں ہی اپنی اپنی جگہ کچھ سوچنے لگتے

اچھی بات ہے۔ عمران سر ہلا کر بولا۔ فی الحال ہم اتو و یا انی کو اس معاملے سے
الگ ہی رکھتے ہیں۔ لیکن اسے انہی بھلوکہ و یا انی ک سے ووچار ہونے کے بعد ہی
یہ خط ہم تک پہنچ ہے۔۔۔۔۔

زرا پھر دکھائیے گا وہ خط مجھے۔۔۔۔۔ صدر نے ہاتھ بڑھاتے ہوئے کہا

عمران نے تکمیل کے پیشے سے ٹاپ کیا ہوا خط انکا۔۔۔۔۔ اور اسے صدر کی
طرف بڑھاتا ہوا بولا۔۔۔۔۔ یہ ٹاپ بھی اس ٹاپ سے مختلف نہیں ہے
کس ٹاپ سے۔۔۔۔۔

فیاض والا خط۔۔۔۔۔

صدر مضمون پر نظریں جمانے ہوئے سر ہلانے لگا
لکھا تھا۔۔۔۔۔ لفافے کی ولپی پر رضا مندی کا اظہار اپنے قلیث کے دروازے پر
کراس لگا کر کردو

انہیں یقین ہے کہ لفافہ آپ ہی کے پاس ہے۔۔۔۔۔ صدر نے کچھ دری کے بعد کہا
کیوں نہ ہو۔۔۔۔۔ جب کوہ مجھے اچھی طرح جانتے ہیں
کیا مطلب۔۔۔۔۔

فیاض کو چاہیے تھا کہ مجھ سے مدد منگنے کے سلسلے میں احتیاط سے کام لیتا۔۔۔۔۔
علا اعلان ہسپتال میں نہ بلوانا چاہیے تھا۔۔۔۔۔ بہر حال میرا قدم دیکھ کر انہیں
یقین ہو گیا کہ میں لفافے کے سلسلے میں انہیں چکر ضرور دوں گا
اگر وہ لوگ آپ کو اچھی طرح سے جانتے ہیں تو پھر آپ بھی ان کو جانتے ہوں گے
انہیں میں انہیں جانتا کہ وہ کون ہیں

لیکن مجھے یقین ہے کہ وہ میرے اور فیاض کے تعلقات سے بخوبی واقف معلوم ہوتے ہیں۔۔۔ اور کم از کم میرے بارے میں تو یہ جانتے ہی ہونگے کہ میں کتنے مخلصانہ انداز میں الو واقع ہوا ہوں۔۔۔ عمران اپنی بائیں آنکھ دبا کر مسکرا یا۔۔۔ اور ٹھیک اسی وقت فون کی گھنٹی بھی نجٹھی ہیلو۔۔۔ وہ ریسیور اٹھا کر ماوچھ پیس میں بولا تھا۔۔۔ ہاں۔۔۔ عمران اورہ اچھا۔۔۔ لیکن پیارے یہ بات صرف اپنی ذات تک ہی رکھنا کہ میں اب بالکل ٹھیک ہوں۔۔۔ ہاں۔۔۔ ہاں۔۔۔ ملاقات ہونے پر بتاوں گا۔۔۔ آر ہے ہو۔۔۔ کیوں خیریت۔۔۔ اچھا۔۔۔ اچھا۔۔۔ میں منتظر ہوں۔۔۔ انہیں تھا ہوں۔۔۔ مسلم من رو ریسیور کھڑک روہ صدر کی طرف مڑا۔۔۔

اب تم کھسک جاؤ
کیوں

فیاض آرہا ہے۔۔۔ اس کے اپس کوئی اہم خبر ہے۔۔۔ تھائی میں گفتگو کرنا چاہتا ہے

کیا آپ سمجھتے ہیں کہ وہ آپ پر اعتماد کرنے گا

میں اکثر اسے مجبور کر دیتا ہوں

صدر نے وہاں سے چلے جانے میں درنیہ میں لگائی تھی۔ عمران نے کسی بہانے سے جوزف اور سلیمان کو بھی باہر بیچ دیا
کچھ دیر کے بعد فیاض آگیا

لیکن اس کے چہرے پر بثاشت نہیں تھی

عمران کے چہرے کی شلگنگی پر شاید اسے حیرت ہوئی تھی
کچھ نہ پوچھو یہاں کلو ناڑے کام کا آدمی ہے

کون جوزف

ہاں۔۔۔ علم نجوم سے اسے دلچسپی اسے ایک ایسے آدمی کے پاس لے گئی تھی۔ جو
کہ اس مرض کا علاج جانتا تھا۔۔۔۔۔ تم نے پروفیسر اوٹو ویلانی کے اشتہارات تو
دیکھئے ہوئے
ہوں غالباً کہیں دیکھاتو ہے
بس وہی جوزف نے اس کی سیکرٹری سے اس حادثے کا ذرا کرم کیا تھا
تو تم اب بالکل ٹھیک ہو
بالکل سوپر فیاض۔۔۔۔۔ لیکن دوسروں کی نظر میں ابھی یہاں تک رہنا چاہتا ہوں
۔۔۔۔۔ اور یہ بھی دیکھو یہاں
اس نے وہی خط فیاض کی طرف بڑا ہوا یا۔۔۔۔۔ چھڈ دیر پہلے صدر درد لکھ رہا تھا
نہ جانے کیوں اس پر نظر پڑتے ہی فیاض کو نہیں آگئی اور عمران بھی احتمانہ انداز
میں ہنسنے لگا
اب بتاؤ۔۔۔۔۔ بخودار۔۔۔۔ کہاں سے پیدا کرو گے یہ لفافہ۔۔۔۔۔ فیاض نے کہا
اسی لیے تو انہیں ظاہر کرنا چاہتا کہ میں اس افیمت سے نجات پا چکا ہوں
یعنی تم ان کے لیے اپنی قوت برداشت کا منظہ اہرہ کرو گے
یقیناً۔۔۔۔۔

تو پھر وہ اب کوئی اس سے زیادہ خطرناک حرہ باستعمال کریں گے
تمہارے لیے سولی پر بھی چڑھ جاؤں گا۔۔۔۔ عمران نے مہندی سانس لے کر کہا
۔۔۔۔۔ فرہاد نے لمبی کو بھی اتنا نہ چاہا ہوگا
بکوسامت کرو۔ مجھے یہ سن کر خوشی ہوئی کہ تم اس افیمت سے نجات پا چکے ہو۔
اب میری بھی سنو
میں سن رہا ہوں

اس لاش کی شناخت ہو چکی ہے
کون تھی

برازیل کے سفارت خانے کے ایک آفیسر کی بیوی

اوہ — خیر — اچھا تو پھر

میں نے لاش کی تصویر کی تشریف کرائی تھی۔ اور لاش سر دخانے میں محفوظ کر دی گئی تھی۔ اتفاقاً وہ اشتہار کی دن کے بعد اس آفیسر کی نظروں کے سامنے سے گزر اور وہ دوڑا دو رامیرے پاس آیا۔

تب تو اس نے اپنی بیوی کی گمشدگی کی روپورٹ درج کرائی ہو گئی تھی۔ اس کے باین کے مطابق اس کی بیوی پندرہ دن پہلے اندر وہن ملک کی سیاحت کے لیے روانہ ہوئی تھی۔

لیکن روائی کے وہ دن کے بعد صرف اسی پہاڑ تک پہنچ سکی۔ عمران نے
ٹھنڈی سانس بھر کر کہا
ووسرے اہم خبر یہ ہے کہ اس آفیسر نے اپنی بیوی کی ڈائری بھی میرے حوالے کی
ہے۔

عمران کچھ نہ بولا

تحوڑی دیر کے بعد فیاض نے کہا۔ جانتے ہو ڈائری اس کے ہاتھ کیسے گئی
اگر اسی رفتار سے بتاتے رہے تو اگلے سال تک جان ہی جاؤ نگاہ
پانچ سال پہلے اس کی شادی ہوئی تھی اور بیوی نے اس سے کہا تھا کہ اگر کبھی اسے
اچانک حادث پیش آئے تو وہ بینک آف کینڈ اسے ضرور رجوع کرئے۔ حادث سے
مرا اچانک موت ہی تھی۔ اس نے اس کی وضاحت کر دی آفیسر صاحب سمجھے تھے
کہ شاید اس نے کوئی بہت بڑی رقم اس میں محفوظ کر رکھی ہے۔ جو کہ اس کی موت
کے بعد ان کے حصے میں آئے گی۔ لہذا بیوی کی موت کی تصدیق ہو جانے کے بعد

جب وہ اس کے حوالے سے بینک آف کینڈا پہنچے تو ایک لاکر کی کنجی ان کے حوالے کر دی گئی۔ اور اس لاکر میں اس ڈائری کے علاوہ اور کچھ بھی نہیں تھا فیاض خاموش ہو گیا۔ اور عمران معنی خیز انداز میں سر ہلا کر بولا اور اس دائری سے ایک خوفناک گروہ کا سرانگ ملنے کے امکانات میں بالکل یہی بات ہے۔ فیاض کی باخچیں کھلی پڑ رہی تھیں عمران خاموشی سے کھڑکی کے باہر دیکھتا رہا کچھ دیر کے بعد فیاض ہی بولا۔ اب وہ ڈائری میرے قبضے میں ہے اور تم غالباً سے بھی جلد ہی گنو بیٹھے گے عمران نے کچھ سوچتے ہوئے کہا۔ لیکن یہ تو بتاؤ۔ ڈیر فیاض تم اخوبی مجھ پر استثنے مہربان کیوں ہو گئے ہوئے۔ صبح و شام خیریت دریافت کرنے آرہے ہو۔

مجھے بے حد شرمندگی ہے کہ میری وجہ سے وہ لوگ تمہارے پیچھے پڑ گئے ہیں اسی لیے آجکل میرا دل بھی تمہاری محبت سے لبریز ہے۔ بس یہ کچھ لوکہ پیاری بھر چکا ہے۔ بس چھلکنے کی دری ہے۔ آیا کرنا میری قبر پر کبھی کبھار دوچار آنسو بہانے کے لیے۔ ان لوگوں کو بھی ہماری اس تجدیدِ محبت پر یقین آگیا ہے۔ اس طرح تمہری کھال بالک محفوظ رہے گی

اوہ۔۔۔۔۔ تم غلط سمجھے ہو

خیر۔۔۔۔۔

تمہیں کبھی میرے خلوص پر یقین نہیں آ سکتا۔ فیاض نے غصیلے لمحے میں کہا۔

سونی صدر

کیا مطلب۔۔۔۔۔

ڈائری اوہرہی جمع کر جاوے ورنہ مصیبت میں پڑ جاوے
میں یہی سوچ کر آیا تھا میرے مقابلے میں تمہاری معلومات بھر حال وسیع ہیں

ساتھ لائے ہو عمران نے پوچھا

یہ ہے فیاض نے کوٹ کی اندر ونی جیب میں ہاتھ ڈال کر ایک پیکٹ نکالا اور
اسے عمران کے سامنے پھینکتا ہوا بولا۔ یہ رہی۔

عمران نے پیکٹ سے ڈائری نکالی۔ اور اس کی ورقی گردانی کرنے لگا۔
سارے صفات سادہ تھے ہمیں بھی کوئی تحریر نہیں آئی۔
تم خود ہی کچھ پڑھ کر سناؤ۔ عمران نے ڈائری بند کر کے فیاض کی طرف
بڑھاتے ہوئے کہا جو کہ دوسرا جانب مخموڑے دیوار کی ایک پینٹنگ کا جائزہ
لے رہا تھا۔

عمران کے نظر یہ بجھ پر چلت کر اس نے سوالی نظروں سے اس کی طرف دیکھا
ڈائری اس سے لے لی۔ ورق اے اور جیسی کرکھڑا ہو گیا
اب وہ عمران کو ہر آلو و نظر وہ سے گھورنے لگا۔ سانس پھونکنے لگی تھی
یہ کیا کمیون پن ہے۔ وہی خر ہانپتا ہوا بولا
لاو۔ ڈائری واپس کر دو۔ ورنہ اچھانہ ہو گا

دماغ تو نہیں خراب ہو گیا۔ اس کے علاوہ کون سی ڈائری دی تھی تم نے
میں ایسے معاملات میں مزاق پسند نہیں کرتا۔

نہ میں یہاں سے کہیں گیا۔ اور نہ تم۔ تلاشی لے لوہیری۔ میرا خیل ہے کہ
یہاں بھی پہلے ہ چونا لگ چکا ہے۔
یعنی۔ یعنی۔ ڈائری میرے پاس ہی بدل گئی ہے۔
اگر وہ سادہ نہیں تھی تو یقیناً بد لی گئی ہے۔ تمہیں کب ملی تھی۔ اور اس وقت
سے اب تک کہاں رہی ہے۔

میرے پاس۔ فیاض آنکھیں نکال کر بولا۔ پچھلی رات میں نے اس کا مطا
لع کر کے پھر اسی کوٹ کی اندر ونی جیب میں رکھ دی تھی۔

صحیح سے اس وقت تک پھر اسے کھول کر نہیں دیکھا تھا
نہیں۔۔۔ فیاض کی جھلائی بڑھتی جا رہی تھی
وہی چونے والا محاورہ ہو سکتا ہے
ڈائری واپس کرو۔۔۔ فیاض دہائی

میری دانست میں تو اس وقت تو تمہارے لیے صرف خندتاپی انہی بہترین ثابت
ہوگا
اس کے بعد تم اعتراف کرو گئے کہ چلو بھر پانی زیادہ بہتر ہوتا ہے۔۔۔ مگر کیا ہو سکتا
ہے۔۔۔ جب کہ تمہاری آنکھ کا پانی ہی مر چکا ہے۔۔۔۔۔۔ کب ہو رہے ہے ہو پانی
پانی
ٹھٹ اپ۔۔۔۔۔

پانی لی کر کوں رہے ہو۔ حالانکہ تم جیسے پانی دار کو اس کے بعد پانی نہ پہننا چاہئے تھا۔
عمران ڈائری واپس کر دو
میں کہہ رہا ہوں۔۔۔ ابھی یہاں سے تنکا بھی نہیں ہلا۔۔۔۔۔۔ بلا لو اپنے ماتھوں کو
خانستال شی ہی ہو جائے

فیاض کچھ بولے بغیر اسے گھورتا رہا۔۔۔ عمران بدقت تمام اسے باور کرا سکا کہ اس
معاملے میں بھی سے چوٹ ہوئی ہے۔۔۔ پچھلی رات ہی کسی نے ڈائری کے مندرجات
کے متعلق بتا سکے تو اسی کے لیے فائدہ مند ثابت ہونا
بڑی مشکل سے وہ اسے اس پر آمادہ کر سکا۔۔۔ لمبی داستان تھی۔۔۔ مقتولہ کسی وجہ سے ان
لوگوں کے جال میں پھنس گئی تھی اور ان کے ہاتھوں کٹ پلی بنی رہی۔۔۔ وہ اسے اجسوس
کی حیثیت سے استعمال کرتے رہے تھے۔۔۔ اسے ان کے حکم پر مقامی حکومت سے
ربط و ضوابط بڑھانا پڑتا تھا۔۔۔ اور پھر وہ انہیں اپنے اعتقاد میں لے کر حکومت کے اہم
راز معلوم کرتی تھی

یہاں آنے سے قبل بھی اس کا شوہر جن جن ممالک میں رہا تھا۔ وہ وہاں یہ سب کچھ کرتی رہی۔۔۔ ان ممالک کے راز معلوم کر کے اپنے آقاوں تک پہنچاتی رہی فیاض کے مطابق ڈائری میں ان مجبوریوں اک تذکرہ نہیں تھا کہ وہ جن کی بنیارپان کے ہاتھوں مخلوٰنا بنی رہی تھی

اس نے لکھا تھا کہ وہ پرالبر ارلوگ ہیں۔ مخصوص زبانوں میں گفتگو کرتے ہیں۔

ایک دوسرے سے ناقص نمبر دوال لیعنی الفاظ کے زرعیے ایک دوسرے کو پہچانتے ہیں۔۔۔۔۔

فیاض نے عمران کو بتایا کہ وہ الفاظ Reserved words لے لو۔۔۔ اور ایسا لایہیں۔۔۔ کسی کی زبان سے لو لو سن کر۔۔۔ لیں لا کہنے والے ایک دوسرے کے متعلق یقین کر لیتے ہیں کہ وہ اسی مخصوص تنظیم سے تعلق رکھتے ہیں۔ مقتولے ڈائری میں مثال کے طور پر ایک واقعہ لکھا تھا۔ پہلے سال میں اسے ایک کام سونپا گیا تھا۔ کسی سے کچھ کاغذات وصول کر کے کہیں پہنچانے تھے۔۔۔۔۔ طریقہ یہ بتایا گیا تھا کہ وہ ایک سماجی اجتماع میں شرکت کرنے اور آہستہ آہستہ لفظ۔۔۔۔۔ لو۔۔۔۔۔ دہراتی ہوئی بھیڑ سے گزرتی رہے اور جواب میں جس کی بھی زبان سے لی اال سنبھالنے۔۔۔۔۔ اسی کے ساتھ ہوئے۔۔۔۔۔

سینکڑوں بار اس کا ان لیعنی الفاظ سے سابقہ پڑا فیاض نے بتایا۔۔۔ ڈائری کا اختتام ان الفاظ پر ہوا تھا۔۔۔۔۔

اب اس ملک میں نئے آرگناائز کی آمد کی اطلاع ملی۔۔۔۔۔ ہے۔۔۔۔۔ سنا ہے اس کے ساتھ جانوروں کی فوج ہو گی۔۔۔۔۔ تفصیلات کا انتظار ہے

فیاض خاموش ہو گیا تھا۔۔۔۔۔ اور کمرے کی فضا میں صرف ٹائم پیس گھڑی کی نگہ ٹک گونج رہی تھی

بالتالي خرق فلیٹ کے دروازے پر چاک سے کراس کانٹری بنا دیا گیا۔ اور دوسری ہی صبح عمران کو کمرے میں دوسرانा پکیا ہوا پر چہ پڑا ملا۔ جو غالباً رات کو کسی وقت دروزاً کے نیچے سے اندر دیکھا گیا تھا

پر پہ کامضمون تھا۔

پیکٹ کو محفوظ کر کے ۔۔۔۔۔ اپنے فلیٹ کے سمنے والے لیٹر بکس میں ڈال دو ۔۔۔۔۔ لفافے پر کچھ لکھنے کی ضرورت نہیں۔ ہم مطمئن ہو جانے کے بعد تمہیں وہ دو ابھجوادیں گے جس کے لگتے ہی تم تکلیف سے نجات پا جاؤ گے اور تمہارا درود رفع ہو جائے گا

ہدایت کے مطابق ایک لفافہ لیٹر بکس میں ڈال آں دیا گیا اور لیٹر بکس کی نگرانی کی جاتی رہی

گیارہ بجے کے قریب ڈاک کا ہر کارہ آیا۔ اور اس نے لیٹر بکس کھول کر سارے خطوط اپنے زرد تھیلے میں اٹھا لیے ۔۔۔۔۔ پھر جو وہ دوبارہ سائیکل سنپھال کر چل ہے تو سیکرٹ سروں کے تینوں ممبر بھی اس کے پیچے لگ گئے۔ وہ تینوں بھی سائیکلوں پر ہی تھے

کبھی یہ ہر کارے آگے ہوتے اور کبھی پیچھے۔ راہ میں اس نے کئی دوسرے لیٹر بکس بھی خالی کیے اور اپنی منزل کی طرف بڑھتا رہا۔ بلا خراسی طرح وہ تھیلا حلقے کے پوسٹ آفس تک جا پہنچا۔

سیکرٹ سروں کے تینوں ممبروں میں سے ایک بہانے سے وہاں بھی جا پہنچا۔ جہاں تھیا رکھا گیا تھا

بلیک زیر و نے عمران کو فون پر اطلاع دی۔ ڈاک کا تھیلا جوں کا توں بیل کر کے جی پی او ۔۔۔۔۔ روانہ کر دیا گیا ہے ۔۔۔۔۔

پھر دوبارہ کچھ دیر کے بعد فون کی گھنٹی بجی۔۔۔ اور دوسری طرف سے پلیک زیر و بولا۔۔۔ سارشک کے لیے وہ تھیا اکھوا گیا تھا۔۔۔ لیکن اس میں سے وہ سادہ لفافہ برآمد نہیں ہوا

پھر اب تم کیا کر رہے ہو۔۔۔ عمران نے پوچھا
یہی معلوم کرنا چاہتا ہوں کہ اب مجھے کاے کرنا چاہیے
میرے کفن و فن کا تنظام۔۔۔ عمران جھسخھاں کر بولا
مم۔۔۔ میں کیا کر سکتا ہاجناب۔۔۔
ہر کارے کو گیر و لفافہ تسلیے سے بھاپ بن کر نہیں اس سکتا
کیا آپ کا خیال ہے کہ وہ لفافہ ہر کارے نے پہلے ہی کسی کو دے دیا ہو گا
ہاں میرا یہی خیال ہے۔۔۔ میں دیکھتا ہوں۔۔۔
اچھی بات ہے جناب۔۔۔ میں دیکھتا ہوں۔۔۔

دوسری طرف سے سلسلہ منقطع ہو گیا تھا۔۔۔ تقریباً دو گھنٹے بعد پلیک زیر و نے خود ہی دوبارہ رابطہ کیا اور فون کر کے کہا کہ جناب آپ اک خیال بالکل درست نکلا۔۔۔
جناب ہمارے ایک آدمی نے خود کوئی آئی ڈی کا آدمی ظاہر کر کے ہر کارے سے پوچھ کی تھی۔۔۔ پہلے تو وہ بتانے سے اچکچا تارہ بے پھر بولا کہ تین دن پہلے اس کو اسی لیٹر بکس میں سے ایک سادہ لفافہ ملا تھا جسے کھولنے پر اندر سے دس روپے کا ایک انوٹ ملا۔۔۔ کل پھر ایک سادہ لفافہ ملا۔۔۔ اس میں وسیں کے دونوں انوٹ تھے۔۔۔ اور چھوٹا سا پر چہ بھی جس پر تحریر تھا۔۔۔ میرے پیارے میں تم سے بہت محبت کرتی ہوں۔۔۔ آج بھی جب اسے ایک سادہ سالفافہ ملا تو اس نے اسے کھولے بغیر جلدی سے جیب میں رکھ لیا اسے توقع تھی کہ آج شاید اس میں کوئی طویل خط ہو۔۔۔ اور رقم بھی زیادہ ہو۔۔۔ کیونکہ آج وہ لفافہ اسے زیادہ وزنی معلوم ہوا تھا۔۔۔ اس کا خیال تھا کہ شاید ہر کوئی زیادہ طویل خط ہے۔۔۔ اور رقم بھی کچھ زیادہ ہو گی۔۔۔ اس کا خیال تھا کہ شاید اس لیٹر بکس کے

اس پاس کوئی لڑکی رہتی ہے جو کہ اس سے محبت کرنے لگ پڑی ہے۔ یہ ہر کارہ ایک وجہیہ نوجوان ہے۔ بہر حال پوسٹ آفس میں اپنے کام غپنا کروہ جلدی سے جلدی کسی ایسی جگہ پہنچنا چاہتا تھا۔ جہاں اطمینان سے لفافہ لے کر کھول کر اس کا جا زہلے سکے۔

وہ قریب کے ایک ہوٹل میں جا گھسا۔ جہاں اس سے پہلے نہیں گیا تھا۔ وہاں چھوٹے چھوٹے کیمین بھی ہیں۔ اسی لیے پرائیویٹ کے کیل سے وہ ادھر گیا۔ لیکن کیمین میں پہنچ کر اسے ایک ڈنی پھٹک سے دوچار ہونا پڑا۔ لفافوٹ کی جیب میں موجود نہیں تھا۔ جلدی ساری جیبیں ٹھوٹیں۔ اور پھر اسکے پیارے واپس ہوا۔ اس کا خیال ہے کہ ہوٹل میں داخل ہونے سے پہلے وہ فٹ پاٹھ پر ایک جگہ سات آٹھ آدمیوں کی بھیر میں پھنس کر پچھے گیا۔ کے بعد اسے کل جانے کے لیے راستہ بنایا تھا۔ غالباً ہیں اس کی جیب پر کسی مشتاق جیب کترے نے ہاتھ صاف کر دیا عمر ان جو کہ اپنی کھوپڑی سہلا رہا تھا۔ بلیک زیر و کے خاموش ہوتے ہی غصیلی آواز میں بولا۔ کیا تمہارے آدمیوں نے اسے لیٹر بکس سے نکلا کر جیب میں رکھتے ہوئے نہیں دیکھا تھا۔

نہیں جناب۔ وہ زیادہ فاصلے سے لیٹر بکس کی نگرانی کرتے رہے تھے
اگر ایک آدمی لیٹر بکس کے قریب موجود ہوتا تو اس سے کیا فرق پڑتا
اب میں کیا عرض کروں جناب
ان تینوں کے نام بتاؤ جو لیٹر بکس کی نگرانی کر رہے تھے۔
تنوری۔۔۔ چوہاں۔۔۔ صدقی۔۔۔

میں سمجھوں گا ان سے۔۔۔ عمران نے رسیور کر یڈل پر رکھتے ہوئے غصے میں کہا



یہ رات عمران کے لیے خطرناک تھی۔ اسے اندازہ تھا کہ کتنی آنکھیں اس عمارت کو دیکھ رہی ہوں گی

لیٹر بکس۔ میں ڈالے جانے والے اس حادثے سے لفافے میں پلاسٹک کا لفافہ ضرور کھا گیا تھا لیکن اس میں کوئی تار کی بجائے دفتی کا فکر ارکھا تھا یہ اس موقع پر رکھا گیا تھا۔ کہ سیکرٹ سروس کے نمبر اس طرح لفافے کو حاصل کرنے والے کا پتا لگائیں گے۔ لیکن لفافہ حاصل کرنے کا طریقہ معلوم کر کے عمران کی کھوپڑی قصہ کرنے لگی تھی وہ لوگ چالاک اور خطرناک تھے

عمران اچھی طرح جانتا تھا کہ یہ رات اس پر بھاری ہوگی۔ ان دیکھنے والے کو کون روک سکتا تھا۔ پتا نہیں کب اور کہاں کن حالات سے دوچار ہونا پڑے۔ پھر اس کیلئے یہ بھی ناممکن تھا کہ چوہوں کی طرح گوشہ نشین ہو جائے۔ جو لوگ سرکاری ہسپتال میں فیاض کا علاج کر سکتے تھے۔ ان کے لیے رہائیشی مکانات کا ذلل کیا مشکل تھا۔ اور پھر فیاض کی مرمت بھی تو اسی کے گھر پر ہوئی تھی عملی تنظیم کا یہ عالم تھا کہ فیاض کے ہنس تک سراغر سائی ہو رہی تھی

اہمداں یہوں سے نہیں آسان کام نہیں تھا۔ دیدہ و انتہ بھی کچھ خطرات مول یعنے پڑتے۔ اور عمران ان کا سودا کر چکا تھا۔ سیاہ رنگ کی بلٹ پروف وین فلیٹ کے نیچے کھڑی اور ڈرائیور کی سیٹ پر جوزف بیٹھا تھا۔

ٹھیک وہ بجے عمران فلیٹ سے نکل کر زینوں تک آیا۔

آج اس نے خاص طور پر خیال رکھا تھا کہ زینوں پر روشنی کرنے والے بلب کی نگرانی کی جاء۔ لہذا اس وقت زینوں پر اندر چھیر انہیں تھا۔

زینے طے کر کے نیچے آیا۔ اور وین کا پچھا اور واژہ کھول کر اندر واخیل ہو گیا۔

لیکن یہ سب اتنی پھرتی سے ہوا تھا کہ باہر کھڑا ہوا کوئی آدمی شاید ہی اس کے اندر کا حال معلوم کر سکے اندر سیٹیں نہیں تھیں۔ فرش پر سینکوپ لگی ہوئی ایک رانقل موجود تھی۔ اور اس کے قریب ہی کارتوسون کی ایک بھی موجود تھی

ٹھیک ہے عمران نے بلند آواز میں کہا۔ اور جوزف نے گاڑی شارٹ کر دی

دوسرے ہی لمحے عمران فرش پر اونڈھالیٹا ہوا نظر آیا۔ چہرہ عقیقی دروازے کی طرف تھا۔ اور آنکھیں چھوٹے سے سوراخ کے ساتھ لگی ہوئی تھیں۔ وین کی رفتار بھری پری سڑکوں پر بھی تینی ہی رہی۔ جوزف ایک مشتاق ڈرائیور تھا۔ وین پہاڑ سے طے شدہ رانقاتوں پر دوڑتی رہی۔ ٹریک کی بھیر بھاڑ میں اندازہ کرنا مشکل تھا کہ وین کا تعاقب کیا جا رہا ہے یا نہیں۔ کچھ دیر کے بعد شہری آبادی پیچھے رہ گئی اور عمران کو اپنی وین کے پیچھے تین ہیڈ لائیٹس نظر آئیں۔ یہ یقینی طور پر موڑ سائیکلیں تھیں جو کہ آگے پیچھے دوڑتی آ رہی تھیں۔ کبھی کبھی تینوں روشنیاں متوازی بھی نظر آتیں تھیں۔

یک بیک عمران نے جوزف سے کہا کسی طرف صاف راستہ دیکھ کر گاڑی کو کچھ میں اتا رہو

اچھا بآس لیکن پتا نہیں کہ گاڑی میں کوئی فالتو پہیہ ہے بھی یا نہیں۔ جوزف نے بڑا بڑا تھا گاڑی بائیں جناب موڑ دی سامنے ھد نظر تک مسطح میدان پھیلا ہوا تھا۔

رفتار بڑھا۔ عمران غرایا۔ اس کی آنکھاں بھی تک دروازے کے سوراخ ہی سے گلی ہوئی تھیں۔

جوزف نے رفتار بڑھا دی۔ عمران نے محسوں کیا کہ تینوں موڑ سائیکلیں

ٹھیک اسی جگہ سے موڑ مزگئی تھیں جہاں سے ان کی وین مژہی تھی

اب وہ پھر وین کے پیچھے تھیں ۔۔۔۔۔ بہر حال عمران کو یقین ہو گیا تھا کہ ان کا
تعاقب کیا جا رہا ہے

اس نے دروازے کے کسی میکنزم کو حرکت دیا اور اس چھوٹے سے سوراخ نے بڑھ کر تقریباً چھانچ کا قطر اختیار کر لیا ۔۔۔۔۔ پھر رالفل کی نال اس بڑے سوراخ سے
باہر رینگ گئی

دوسرے ہی لمحے میں فائر ہوا ۔۔۔۔۔ اور دو رین کے نظر آئے والا وہ ہیڈ لیمپ
بجھ گیا جس اک نشانہ لیا گیا۔ بقیہ دلیمپ ادھر ادھر ڈونکے گئے تھے
عمران نے پچھے درپیچے دو فائرنے اور کیے لیکن اس بار نشانہ میں لیا تھا ۔۔۔۔۔ اس
نے دیکھا کہ باقیہ دلیمپ افراتفری کے عالم میں دوبارہ پختہ سڑک کی جانب مڑ گئے
ہیں

رفتا رکم کرو ۔۔۔۔۔ عمران نے جوزف سے کہا
رفتا رکم ہو گئی۔ عمران اندھیرے میں آنکھیں پھاڑتا رہا ۔۔۔۔۔ ان دونوں ہیڈ
لیمپس کا بکھیں پتا نہیں تھا۔

گاڑی روک کر انہیں بند کر دو ۔۔۔۔۔ عمران فرش سے اٹھتا ہوا بولا ۔۔۔۔۔
گاڑی رک گئی اور ۔۔۔۔۔ انہیں بند کر دیا گیا
جوزف مذکور عمران کی طرف دیکھنے لگا تھا۔ اور عمران موڑ سائیکل کے انہیں کی آواز
سن رہا تھا۔ آواز ہی سے اندازہ ہوتا تھا کہ انہیں غلط پوزیشن میں ہے۔ وہ پچھلا
دروازہ کھول کر نیچے اتر اور سینے کے بل تیزی سے جھپٹا ہوا آواز کی جانب بڑھ گیا
آواز لمحہ بہت قریب ہوتی جا رہی تھی ۔۔۔۔۔ فقط عمران نے محسوس کیا کہ اس سے
کچھ فاصلے پر کوئی اور بھی سینے کے بل رینگتا ہوا مختلف سمت میں بڑھ رہا ہے۔

یہ یقین کر لینے کے بعد کوہ کوئی آدمی ہی ہے۔ عمران نے رفتار تیز کر دی۔ شنبم
میں بھیگی ہوئی ٹھنڈی گھاس پر ہاتھ پھسل رہے تھے۔۔۔۔۔ اسی دوران میں ایک بڑا
اسا کا نتایابی میں ران میں گھستا چلا گیا۔۔۔۔۔ بے اختیاری میں وہ زمین سے کسی قدر
اثٹھ گیا۔۔۔۔۔

غالباً اس طرح آگے جانے والے نے اسے دیکھ لیا۔ اور اٹھ کر بھاگنے لگا
پھر ران میں چھاہوا کا نام عمران کے ذہن سے بالکل محظوظ گیا۔ وہ بھی زمین سے
اثٹھ کر اس کے پیچے دوڑا تھا۔
خہبر جاو۔ خہبر جاو۔ ورنہ گولی مار دوں گا۔۔۔۔۔ عمران نے نہ صرف دھمکی دی
۔۔۔ بلکہ ایک فائز بھی گروہ میا۔۔۔۔۔
بھاگنے والا اڑکھڑا کر گرا تھا۔۔۔۔۔ پھر اسخنے کی کوشش اسی کر رہا تھا کہ عمران کی ایک ہی
جمست اسے اس پر لے گئی۔۔۔۔۔

قریب ہی زمین پر گردی ہوئی موتھ سائیکل کا نجمن شور مچا رہا تھا۔۔۔ عمران اپنے
شاکر کو دبو پے ہوئے اس کے گرد اپنی گرفت مضبوط کر رہا تھا۔۔۔۔۔
دفعتا اس نے جوزف کی آواز سنی۔۔۔۔۔

کیا میری ضرورت ہے بآس۔۔۔۔۔
ہا۔۔۔ رہی کا لچھا لیتے آنا۔۔۔ عمران نے جواب دیا

چل دی

جس دن سے بقول اولو ویلانی روح نے اسے میدم بنایا تھا۔ اس کے لیے ضروری ہو گیا تھا کہ وہ ایک مخصوص لباس کم از کم اس وقت تک تو ضرور استعمال کرے۔ جب تک کہ اس کمرے میں رہے۔ یہ لباس بزرگ کے لبادے اور سر پوش پر مشتمل تھا۔ ویلانی نے اب تہذی کا جائز بھی اس کے سپر کر دیا تھا۔ جتنے بھی پوٹل آرڈر آتے۔ اسی کی تحویل میں رہتے تھے۔ کیونکہ اب وہ ملازمہ کی بجائے ویلانی کے بنس میں بر ابار کی شریک تھی

دن میں کم از کم ایک بار ضرور وہ روح کی سرگوشیاں سنتی تھیں آج روح نے اسے کہا تھا کہ وہ کالے آدمی [جووف] اور اس کے متعلقین کا خیال رکھے کیونکہ اس کالے آدمی کا مورث اعلیٰ روح کے خدام میں سے تھا۔ روح نے اس سے کہا تھا کہ اسے جووف کے آقا کی عیادت کے لیے بھی ضرور جانا چاہئے تھا۔

رافیہ نے سوچا کہ وہ صحیح یہاں آنے سے پہلے اس کی عیادت کو ضرور جائے گی۔ کیسی اسٹینڈ خالی پڑا تھا۔ کچھ دیر کے بعد ایک خالی کیسی وہاں آ کر رکی۔ رافیہ نے کیسی میں بیٹھتے ہی اس کے ڈرائیور کو اپنے ہوٹل کا نام بتایا

کیسی چل پڑی۔ کچھ دیر کے بعد رافیہ نے محسوس کیا کہ کیسی ان را ہوں پر سے نہیں جا رہی جن سے گزر کروہ روزانہ ہوٹل پہنچا کرتی تھی۔

اس نے سوچا کہیں ڈرائیور کو غلط فہمی نہ ہوئی ہو۔ لہذا اس نے دوبارہ بلند آواز میں اپنے ہوٹل کا نام دہرایا۔ اس سے زیادہ کچھ بھی نہیں کہہ سکتی تھی۔ کیونکہ مقا

می زبان سے نا بلد تھی اور انگریزی زبان عام طور پر مقامی لوگ سمجھنے میں سکتے تھے۔ کم از کم ابھی تک تو اسے ایسا کوئی لیکسی ڈرائیور نہیں ملا تھا۔ جو کہ انگریزی بول یا سمجھ سکتا

- ۶۰ -

ڈرائیور بدستور خاموشی سے استیر گنگ پر جھکا رہا۔
رایہ کو شدت سے اپنی بے بھی کا احساس ہوا اور وہ بھٹاہٹ میں ڈرائیور پر بر س
پڑی۔ میں تم سے جلد کاتا م بتا رہی ہوں لیکن تم سمجھے بغیر گاڑی اڑنے چلے جا رہے ہو
میں سمجھ رہا ہوں مادام۔ ڈرائیور نے بڑے ادب سے انگریزی میں جواب
دیا۔

اوہ تو تم سمجھ رہے ہو۔ رافیہ خوش ہو کر بولی
ہاں۔ مادام لیکن آج آپ اس قریب کے راستے سے نہ جائیں گی۔ کیوں
نکہ بڑک بند ہے۔ غالباً کسی بڑے آدمی کی سواری اوہر سے گزرے گی۔
خیر ہے خیر۔ کوئی بات نہیں۔ میں کبھی تھی کہ شاید تم سمجھنے میں کہ مجھے کہاں
جانا ہے۔ رافیہ نے کہا اور کھڑکی سے باہر دیکھنے لگی

لیکسی جن را ہوں سے گزر رہی تھی وہاں کے لیے اجنبی تھیں۔ لیکن ڈرائیور کا
جواب سن لینے کے بعد اسے خاموش ہی رہنا تھا

کچھ دری کے بعد اچانک لیکسی ایک کمپاؤنڈ میں داخل ہونے لگی۔ رافیہ چونکی لیکن
جنی دیر میں زبان ہلاتی لیکسی پورچ میں پہنچ کر رک گئی تھی
کیا مطلب۔ تم مجھے کہاں لائے ہو۔ اس وقت تو آپ کو یہیں اترنا ہے
محترم۔ لیکسی ڈرائیور اس کی طرف مرتے ہوئے بولا۔

رافیہ کو اس کے ہاتھ میں ایک چھوٹا سا پسول بھی نظر آیا۔ جس کا رخ اسی کی طرف
تھا

گک۔ کیا مطلب

خاموشی سے اتر جائیئے۔ ڈرائیور نے پسول کو جنبش دیتے ہوئے کہا۔
میں تو نہیں اتروں گی

دفعتاً باہر سے کسی نے دروازے پر جھکتے ہوئے کہا۔ ہم آپ سے کچھ معلومات
حاصل کرنا چاہتے ہیں
رافیہ اس کی طرف مڑی۔ یہ آدمی دیکھنیں تھا۔ حفیظہ قائم تھا اور انگریزی اس کی
ماوری زبان معلوم ہوتی تھی
یہ سب کیا ہے۔ رافیہ بھڑک آئی۔
آپ کو کوئی گزندھیں پہنچ گا۔ ہماری درخواست ہے
درخواست اس طرح کی جاتی ہے۔ رافیہ نے ڈرائیور کا باقاعدہ جھٹک کر کہا
میں معافی چاہتا ہوں۔ اس کے عالا وہ اور کوئی صورت نہیں۔
پھر بھی میں ایسی صورت میں مطمئن نہیں ہو سکتی کہ سابقہ اچھے آدمیوں سے ہے
اچھی بات ہے تو پھر آپ یہیں بیٹھے بیٹھے میرے چند سوالات کے جوابات دے
ویسیجے۔

اگر میں نے مناسب سمجھا۔ رافیہ نے بھروسہ تلخ لجھے میں کہا
آپ اس آدمی علی عمران کے نیگرو ملازم کے ساتھ اس کے گھر کیوں گئی تھیں
تم کون ہوتے ہو پوچھنے والے
محترمہ میں جانتا ہوں کہ آپ ماہرو حانیات پروفیسر اولوو یلانی کی سیکرٹری ہیں
تو پھر۔۔۔

میں یہ بھی جانتا ہوں کہ پروفیسر جڑی بیویوں کا بھی علم رکھتے ہیں
اچھا تو پھر۔۔۔

آپ تو اٹا مجھی سے سوالات کرنے لگیں۔۔۔ وہ نہ کریو لا
قطعی۔۔۔ میں یہ ضرور پوچھنا چاہوں گی کہ تم اس آدمی میں اتنی وچھپی کیوں لے

وہ ایک خطرناک آدمی ہے محترمہ

میرے لیے اس سے کیا فرق پڑتا ہے۔۔۔ کیا تم یہ سب کچھ میری ہمدردی میں کر رہے ہو

نہیں۔۔۔ ایسا تو نہیں ہے۔۔۔ وہ پھر بجے میں بولا۔۔۔ لیکن پھر بھی میں جانا چاہتا ہوں

اچھی بات ہے۔۔۔ میں تمہیں ضرور بتاؤں گی۔۔۔ اس کے کسی دشمن نے ایک خطرناک قسم کا ذہر جو کہ خارجی ذرائع سے گوشہ میں پوسٹ ہو کر تکلیف دی بن جاتا ہے۔۔۔ اس پر استعمال کیا تھا۔۔۔ پروفسر کو اس ذہر کا تریاق معلوم ہے۔۔۔ لہز اور آجکل پروفیسر کے زیر علاج ہے۔۔۔ اور کچھ

میں سمجھ گیا۔۔۔ اچھا تو اب اس کا حال کیا ہے سفید فام سر ہلاتے ہوئے بولا

میری معلومات کے مطابق وہ اس تکلیف سے نجات پا چکا ہے
شکریہ۔۔۔ اب میں ہی آپ کو۔۔۔ ہوٹل تک چھوڑ آؤں گا۔۔۔ نیچے اڑا یئے
میں آپ کو اپنی گاڑی میں چھوڑ آؤں گا

ہرگز نہیں۔۔۔ اچھی بات ہے۔۔۔ جبکی نے ڈرائیور سے کہا۔۔۔ تم نیچے اترو۔۔۔
اور میٹر پر کپڑا باندھ دو۔۔۔ میں انہیں اسی گاڑی سے لے جاؤں گا

رافیہ خاموش بیٹھی اپنا سچلا ہونٹ چباتی رہی۔۔۔ شدت سے غصہ تھا ان لوگوں پر۔۔۔
سفید فام اجنبی نے لیکسی کا اسٹرینگ سنjal لیا۔۔۔

گاڑی کمپاؤنڈ سے نکل کر پھر سڑک پر آگئی۔۔۔ اجنبی خاموشی سے ڈرائیور کر رہا تھا۔۔۔
رافیعہ بھی خاموش تھی

کچھ دریے کے بعد وہ اسی چورا ہے تک پہنچ گئی۔۔۔ جہاں سے ہوٹل کافا صد زیادہ نہیں

تھا۔۔۔ اس نے محسوس کیا کہ لیکسی کی رفتار کم ہو گئی ہے۔۔۔ اور پھر وہ رک گئی

اتر جائیے۔۔۔ محترمہ۔۔۔ ہوٹل یہاں سے چند قدم کے فاصلے پر ہے۔۔۔
میں ہوٹل کے سامنے نہیں رکنا چاہتا۔۔۔ ویسے اس بات کو بھی ذہن نشین کر
لیجیے۔ کہ ہم اب اس عمارت میں نہیں ملیں گے۔ لہذا اس واقعے کا تذکرہ کسی اور سے
کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔۔۔ شکریہ
رافیہ لیکسی سے اتر جائی۔۔۔ اور لیکسی فرانٹ بھرتے ہوئے آگے بڑھی
۔۔۔ وہ وہیں کھڑی ہو چکی رہی کہ اسے کیا کرنا چاہیے
جہنم میں جانے۔۔۔ وہ دانت پیس سریز بولالی۔۔۔ اور ہوٹل کی طرف چل پڑی



سیکرٹ سروس کے ہیڈ کوارٹر دا نش منزل کے ایک کمرے میں عمران نے صحیح کی چا
نے پہ اور تازہ اخبار لے کر بیٹھ گیا اور اس کو دیکھا رہا

کچھ دیر کے بعد فون کار یمیورا اٹھا کر اسمیٹ لگا جو ایک بُٹن دبالتے ہوئے ما و تھوپیں
میں کہا

اس کا کیا حال ہے۔۔۔

ٹھیک ہی ہے۔۔۔ یہی طرح غراتا ہے۔۔۔

اب تم وہاں سے آ جاؤ۔۔۔ میں دیکھوں گا۔۔۔ عمران نے یمیور رکھ دیا
پہلی رات والا شکار جو کہ اس کی ترفت میں باہر کر دیا ہو گیا تھا۔۔۔ داش منزل
ہی لایا گیا تھا۔۔۔ اس کی موڑ سائیکل بھی وینچ ہی لاوی گئی تھی۔۔۔ اور شہر پہنچنے کے
بعد ایک جگہ جوزف کو گاڑی سے اتارنے کے بعد عمران نے خود ہی اسٹرینگ سنجل
لیا تھا

پھر جوزف تو گھر واپس آ گیا تھا۔۔۔ اور عمران اپنے شکار سمیت داش منزل چلا آیا تھا
جو زوف کو خستتا کی تھی کہ وہ عمران کی عدم موجودگی میں گھر سے باہر قدم نہ لکائے
شکار سے رات پھر گفتگو نہ ہو سکی تھی۔۔۔ غالباً موڑ سائیکل سے گر کر وہ کوئی اندر ونی
چوٹ کھا بیٹھا تھا۔۔۔

عمران نے بھی کوئی ایسی خاص پروانہیں کی تھی۔۔۔ بس اسے ساوٹ پروف کرے
میں ہند کر دیا تھا۔۔۔

بلیک زیرو نے اس کی دلکھ بھال جاری رکھی تھی۔۔۔ اس وقت عمران نے فون پر گفتگو
ایسی سے کی تھی۔۔۔ اس نے اٹھ کر طویل انگڑائی لیا اور ساوٹ پروف کمرے کی طرف چل

فام غیر ملکی۔۔۔ جسم کی بناؤٹ کے اعتبار سے زیادہ طاقتور نہیں معلوم ہوتا تھا۔

کہو کیا حال ہے۔۔۔ عمران نے زم لجھے میں پوچھا

مجھے یہاں کیوں قید کیا گیا ہے۔۔۔ اس نے جواب دینے کی بجائے غصیلے لجھے

میں سوال کیا

وجہ تھیں معلوم ہے۔۔۔ عمران مختار یا

میرے ملک کا نئی تم لوگوں سے سمجھ لے گا۔۔۔ خود تمہاری حکومت میری غیر حضری پسند نہیں کر کے کی اواہ تو تم اتنے اہم ہو۔۔۔

یقیناً۔۔۔ اس نے خنک لجھے میں کہا۔۔۔ میری غیر حاضری کی بناء پر ایسی بھلی گھر کی تعمیر کا کام رک جائے گا اواہ۔۔۔ عمران آنکھیں پھاڑ کر رہ گیا

میں تفریح کے موڑ میں تھا۔۔۔ تم لڑکیوں کے دل کی حیثیت سے مجھے یہاں لائے تھے۔ لیکن تفریح کا سامان مہیا کرنے کی بجائے تم نے مجھے لوٹ لیا۔۔۔ اور اب غیر قانونی طور پر روک رکھا ہے

یہ تو بہت برا ہوا۔۔۔ عمران نے تاسف آمیز لجھے میں بولا۔۔۔

سفید فام نے کلائی کی گھڑی پر نظر ڈالتے ہوئے کہا۔۔۔ اب مجھے جانا چاہیے ایسا بھی کیا۔۔۔ لنج کر کے چلے جانا

خاموش رہو۔۔۔ وہ آرام کرسی کے ہتھے پر ہاتھ مارتا ہوا چیخنا

عمران نے دیوار کے قریب پہنچ کر سونچ بورڈ کے ایک سونچ پر انگلی رکھ دی

کھٹا کے کی ایک آواز آئی۔۔۔ اور دیوار کے ایک حصے سے ایک صلیب اور پر کھلکھلتا چلا گیا۔۔۔ اب شیشے کی ایک بہت بڑی الماری ان کے سامنے تھی اور الماری میں ایک موٹی تازی بلی کی لاش بھی دیکھی جا سکتی تھی

سفید فام آنکھیں جیرت سے پھاڑے ہوئے اسے دیکھتا رہا۔ عمران نے پھر سونچ بورڈ پر کسی سونچ کو چھیڑا۔ اور الماری میں سے اوپر کسی سیال کی دھار گرنے لگی۔ دھار برداہ راست بلی کے اوپر گر رہی تھی۔ اور ایسا لگ رہا تھا کہ جیسے بلی کی لاش بھی اسی سیال میں تخلیل ہوتی جا رہی ہے شاید سفید فام سمجھ گیا کہ اس کا کیا مقصد ہو ستا ہے اس کے منہ پر ہوا نیاں اثر نہ لگی تھیں دیکھتے ہی دیکھتے ہی اس بے رنگ سیال میں بالکل ہی حل ہو گئی۔ البتہ اب اس سیال کر بے رنگ نہیں کہا جا سکتا تھا۔ اس کی شفافیت گندے پانی میں تبدیل ہو گئی تھی اور پھر یہ پانی بھی گٹریں بہہ جاتا ہے۔ عمران نے سونچ بورڈ پر ایک جگہ انگلی رکھتے ہوئے کہا۔

الماری میں سیال کی صلح بند ریخ پیچی ہوتی گئی۔ حملہ پھر اس میں ایک قطرہ بھی باقی نہ رہ گیا

اب عمران حقارت آمیز مسکراہٹ کے ساتھ اپنے شکار پر نظر جمائے ہوئے تھا۔ پچھوڑی کے بعد اس نے کہا۔۔۔ اس طرح میری حکومت یا تمہاری حکومت کو پتا بھی نہیں چلے گا کہ تمہیں زین کھائی یا آسمان انگل گیا

سفید فام کچھ نہ بولا۔۔۔ عمران ہی کہتا رہا۔۔۔ بیرونی دنیا کے اکثر بدمعاش مجھے غلط سمجھتے ہیں۔۔۔ وہ سمجھتے ہیں کہ میں ہر قیمت پر پولیس کا ہی ساتھ دیتا ہوں۔۔۔ مم۔۔۔ میری بات سنو۔۔۔ سفید فام ہاتھ اتا ہ کربولا

سن رہا ہوں۔۔۔ عمران نے لاپرواہی سے کہا اور الماری کو دیکھتا رہا۔۔۔ میں نہیں جانتا کہ تم کون ہو یا تم ہم لوگوں سے کیا چاہتے ہو۔۔۔ میں تو بس تمہاری نگرانی کا حکم دیا گیا ہے۔ اور یہ کہا گیا تھا کہ اگر کسی طرح قابو پا سکیں تو تمہیں ایک جگہ پہنچا دیں

تم جھوٹے ہو۔ عمران اس کی آنکھوں میں دیکھتا ہوا بولا۔ اگر تم مجھے مقامی ہیڈ
کوارٹر کا پتا نہیں بتاوے گے تو تمہاری لاش کا بھی یہی حشر ہو گا
میں قطعی نہیں جانتا

تمہیں میری نگرانی پر کس نے لگایا تھا۔

ان دونوں میں سے کسی کی تجویز پیش کی تھی۔

اور تم مجھے کہاں لے جاتے

بانگرا بیراج کالونی کے ہسپتال میں۔ سفید فام نے اس طرح کہا۔ جیسے غیر
اروای طور پر اس کی زبان سے جملہ کل گیا ہے۔
اس نے اپنا خچلا ہوتث وانتوں تلتے والیا۔ ایسا معلوم ہوتا تھا کہ جیسے اپنی کسی غیر
شوری غلطی پر پچھتا رہا ہو۔

پھر یک بیک وہ اعصاب زده آدمی کی طرف بڑھانے لگا۔ میں دبارة ہوں
اس بو جھتے۔ میں کیا کروں۔ اس کا خون میری گردن پر ہے۔

تم اپنا جی ہلکا کر سکتے ہو۔ عمران نے یک لخت اپنا ہجہ بدلتے اور اس
نے سراٹھا کر اس طرح عمران کی طرف دیکھا جیسے وہ اسے پہلی بار نظر آیا ہو

میں خود کو کبھی معاف نہیں کر سکوں گا سمجھے۔ اس نے کپکپاتی ہوئی آواز میں کہا

عمران نے ہمدردانہ انداز میں سر کو جنبش دی اور کچھ نہیں بولا

اس کا خون میری گردن پر ہے۔ میرے خدا۔ کتنی بھی انک چیخ تھی۔
سینکڑوں فٹ کی بلندی سے وہ نیچے جا پڑی تھی۔

اوہ خدا۔ رحم کرنے عمران نے کہا

میں سچ کہتا ہوں۔ مجھے اپنی ذات سے نفرت ہو گئی ہے۔ میں زندہ نہیں
رہنا چاہتا۔ بہتر ہے کہ تم مجھے اس مشین کے زریعے گڑ میں بہاؤ

میں کہتا ہوں۔ میرے دوست۔ تم جلد بازی سے کام نہ لو۔ ایسی بھی کیا

مایوسی۔ حوصلے سے کام لو۔۔۔ جی کا بارہ لکھا کرڑا لو۔۔۔ ممکن ہے کہ میں تمہاری کچھ
مدکر سکوں۔

سفید قام نے دونوں ہاتھوں سے منہ چھپالیا۔۔۔ عمران خاموشی سے اسے
دیکھتا رہا

وہ بڑی دیر تک اسی کیفیت میں رہا۔۔۔ پھر چھپے پرے ہاتھ اٹھائے بغیر بولا
کے تم مجھے کچھ دیر کے لیے معاف نہیں کرو گے
ضرور۔۔۔ ضرور۔۔۔ کیا میں تمہارے لیے وہ سکی اور سوڈا بھجواؤں
عمران نے بڑے خواص سے پوچھا
شکریہ میں اس کی ضرورت محسوس کر رہا ہوں۔۔۔ میرے اعصاب قابو میں نہیں
ہیں

عمران ساونڈ پروف کمرے میں سے باہر آگیا۔ اس سے پہلے اس نیشیشے والی الماری
والے نیکنام کو حرکت دے کر الماری ہر امیر کردی تھی

بیک زیر و کو قیدی کے متعلق ہدایات دے کر وہ آپریشن روم میں آیا۔ اور فون پر
اپنے فلیٹ کے نمبر ڈائیل کر کے جوزف سے رابطہ کیا

اوہ باس۔۔۔ جوزف چک کر بولا۔۔۔ بیہاں وہ نیک دل خاتون موجود ہیں۔
ابھی ابھی تمہاری خیریت دریافت کرنے آئی ہیں۔

ہوں۔۔۔ سمجھ گیا۔۔۔ اچھا تو دیکھ۔۔۔ سلیمان کے پاس وہ رقم موجود ہے
۔۔۔ جو کہ انہیں ادا کرنی ہے۔۔۔ سلیمان سے لے کر ان کے حوالے۔۔۔

بہت اچھا باس۔۔۔ ایک منٹ ہولڈ کرو۔۔۔ وہ مجھ سے کچھ کہہ رہی ہیں
عمران ریسیور کان سے لگائے کھڑا رہا۔۔۔ کچھ دیر کے بعد آواز آئی۔۔۔ بلو
باس وہ تم سے کوئی ضروری بات کرنا چاہتی ہیں
ریسیور دے دو۔۔۔ عمران نے براسمنہ بناتے ہوئے کہا۔۔۔ اس کے بعد

ہی اسے رافیہ سمناف کی آواز سنائی دی ۔۔۔ ہلو ۔۔۔ موسیٰ عمران ۔۔۔ آپ خیریت سے ہیں ناں ۔۔۔ میں آپ کی خیریت دریافت کرنے آئی تھی۔ اور ایک خاص واقعہ سے بھی آپ کو بخبر کرنا تھا۔ آپ کے دشمنوں کو ہمیرے ہی زریعے سے یہ علم ہو چکا ہے کہ آپ اس تکلیف سے نجات پا سکے ہیں انہوں نے مجھ کو خاص طور پر گھیر کھا تھا اور یوں اور یوں کھا کر آپ کے بارے میں معلومات حاصل کی تھیں۔ میں نے پروفیسر سے اس وقت کا تذکرہ کیا تو وہ بولے کہ میں آپ کو مطلع کر دوں بہت بہت شکریہ ۔۔۔ عمران نے بھرا تھی ہوئی آواز میں کہا۔ میں فی الحال خطرے کے پیش نظر روپاوش ہو گیا ہوں ۔۔۔ تمہیں دعا کی قیمت میں میرے ملاز میں سے مل جائے گی۔ ویسے کیا تم بتا سکوں گی لانجوں نے تمہیں کہاں گھیر کھا تھا میں ابھی یہاں کی گلیوں اور سڑکوں سے واقع نہیں ہوں۔ پروفیسر کے مکان کے قریب جو ٹکسی اسٹینڈ ہے۔ وہیں سے ایک ٹکسی ڈرائیور مجھے ایک عمارت میں لے گیا تھا۔ راستے میں اس نے کہا تھا کہ وہ غلط راستے پر اس لیے چل رہا ہے کہ کسی بڑے آدمی کی سواری گزرنے کی وجہ سے وہ سڑک بند ہے۔ بہر حال اس عمارت تک پہنچ کر ڈرائیور نے پستول تان کر مجھ سے اترنے کو کہا۔ میں نے انکار کر دیا۔ قب آیک آدمی نے ٹکسی سے قریب آ کر تمہارے متعلق سوالات کرنے شروع کر دیے کیا وہ نہیں کے باشندے تھے صرف ڈرائیور تھا۔۔۔ دوسرا آدمی انگریزی بولنے والی کسی قوم کا فرد تھا عمارت کی نشاندہی کر سکوں گی۔ میرا خیال ہے کہ میں اپنے ہوٹل سے چل کر اس عمارت کی رہنمائی کر سکوں گی۔ مقامات کے نام مجھے معلوم نہیں۔ لیکن اس انگریزی بولنے والے نے مجھ سے کہا تھا کہاب وہ لوگ اس عمارت میں نہیں مل سکیں گے خیر دیکھا جائے گا۔۔۔ حالات سازگار ہونے کے بعد پروفیسر کا شکریہ ادا کرنے

بھی آؤں گا

پروفیسر نے کچھ جادوئی الفاظ بھی بتائے ہیں۔ ان کا اور درکھناؤ پ کے لیے بے حد مفید ہو گا۔ لکھ بیجیے۔ سلم۔ سانگی۔ سیاگ۔ سکتی۔ سکال۔ انہوں نے کہا ہے کہ جمل زعل با دشہ ہے۔ اس لیے یہ وظیفہ بے حد مفید ثابت ہو گا۔
زعل با دشہ کا بھی شکریہ۔ خدا حافظ۔ اب ریسپور جوزف کو دے دیجیے۔
جوزف کی آواز سن کر اس نے ماوچہ پیس میں کہا کہ اونے شب دیجور کے بچے۔
اگر پروفیسر کا باپ بھی تمہیں میں بلائے تو کھڑے باہر نہ لٹکنا بھجے
کیوں باس کیا پروفیسر۔
فضول بکواس نہ کرو۔
اچھا باس۔ جوزف کی مردہ ہی آواز آئی۔ اور عمران نے سلسلہ منقطع کر دیا

آپ یعنی روم سے نکل کر وہ پھر ساونڈ پروف کمرے کی طرف جا رہا تھا کہ پلیک زیر و باہر لکھتا دکھاتی دیا۔
تمیرا گپک مانگ رہا ہے۔ میں نے نہیں دیا۔ کیونکہ میں مناسب نہیں سمجھتا۔
ٹھیک ہے۔ ایک ہی دینا چاہیے تھا۔ خیر میں دیکھتا ہوں۔ عمران نے دروازے کے ہینڈل پر ہاتھ رکھتے ہوئے کہا
دروازہ کھول کر وہ اندر آیا۔ سفید فام اجنبی اس باراں کے استقبال کے لیے کرسی سے اٹھ گیا تھا
شکریہ۔ میں بہر حال تمہارا ممنون ہوں۔ اس نے کہا۔
کار و بارا پنی جگہ پر۔ عمران سر ہلا کر بول۔ انسانیت کے کچھ تقاضے بھی ہوتے

کار و بار کا مطلب میں نہیں سمجھا۔۔۔۔۔

عام طور پر لوگ مجھے غلط ہی سمجھتے ہیں۔ میں پولیس کے بھی کام آتا ہوں اور مجرموں کے بھی۔۔۔۔۔ سوال قیمت کا ہوتا ہے اور ۔۔۔۔۔

اس بارتو خواہ میری گردون پھنس گئی ہے۔ تم لوگ مجھے جس چیز کا مطالبہ کر رہے ہو۔۔۔۔۔ وہ نتوں میرے پاس ہے اور نبھی محلہ سراغِ رسانی کے اس انھیں کے پاس۔۔۔۔۔ کسی گرہ کٹ نے اس کی جیب صاف کر دی تھی پلاسٹک والا لفافہ اسی پر س میں تھا۔ گال والی اڑیت میں بتتا ہو جائیکے بعد اس نے مجھے واقعہ بتتا کر مشورہ طلب کیا تھا۔ میں نے کہا کہ فی الحال اس ذمیت سے نجات پانے کی کوئی تدبیر کرو۔۔۔۔۔ بعد میں سوچا جائے گا کہ اب کیا کرنا چاہیے۔۔۔۔۔ بہر حال جس قسم کے تار اور لفافے کا تذکرہ اس نے کیا تھا میں نے فراہم کر کے تم لوگوں کو اس پر آمادہ کیا کہ اسے اس تکلیف سے نجات دلو۔۔۔۔۔ لیکن اسی ہنستیں گلے پڑیں سب جہنم میں جائے۔۔۔۔۔ وہ میز پر ہاتھ مار کر بولا۔۔۔۔۔ مجھے اب کسی چیز کی پروا نہیں میں مرننا چاہتا ہوں

بھلا میں اس سلسلے میں تمہاری کیا مدد کر سکوں گا۔۔۔ عمران نے مایوسانہ لمحے میں کہا

کم از کم اتنا تو کر سکتے ہو کہ مجھے اس وقت تک قیدِ رکھو جب تک کہ میں اپنے اعصاب پر قابو نہ پا لوں
گھر ہے تمہارا مالی ڈیر۔۔۔ جب تک جی چاہے رہو۔۔۔ عمران چک کر بولا
وہ کچھ نہ بولا۔۔۔ سامنے والی دیوار پر نظریں جمائے کچھ سوچتا رہا
عمران چاہتا تھا کہ وہ خود ہی کچھ بتائے اسے مزید استفسار نہ کرنا پڑے

لیکن کئی منٹ گزر گئے اور وہ خاموش ہی رہا

میں نے کہا تھا کہ جی کا بیو جھہ لے کا کرو۔ عمران کچھ دیر کے بعد بولا
اجنبی چونک پڑا۔ اور اس طرح عمران کی طرف متوجہ ہوا۔ جیسے کہ ابھی تک
اس کی موجودگی سے لاعلم رہا ہو
میرا خیال ہے کہ اتنا پی جاویں کہ پچھے یاد ہی نہ رہئے۔ اس نے کہا اند از ایسا ہی تھا
جیسے بہ آواز بلند کچھ سوچ رہا ہو
آ کروہ تار کیا تھا۔ عمران نے پوچھا۔ مجھے اس کے بارے میں بتاؤ۔
خدا کے لیے اس کا ذکر نہ چھیرو۔ مجھے ہول جانے دو۔ فرنہ میں پا گل ہو
جاوں گا

میں کہتا ہوں کہ اگر تم نے دل کی بھڑاس نہ لائی تو تم پا گل ہو جاوے گے
سمجھ میں نہیں آتا کہ میرے ستارے مجھے کاے دکھانا چاہتے ہیں۔ تین موڑ
سلیکلوں پر ہم تین آدمی تھے۔ کیا ضروری تھا کہ تمہاری رانقل میری ہی گاڑی کے
ہیڈلیمپس کو منتخب کرتی
اکثر ایسا بھی ہوتا ہے

بہر حال اس عورت کا خون میری گردن پر ہے۔ جس کی لاش پولیس کی تحویل میں
ہے۔۔۔ میرے خدا جو کہ اتنی بلندی سے نیچی گری تھی۔ میں ہی اسے وہاں اس
پھاری پر لے گیا تھا۔ میں نے ہی اسے وہ لفافہ دیا تھا
کیا یہ ضروری تھا کہ تم سے وہ لفافہ وہاں جا کر دیتے۔

تم نے یہ کیوں نہیں پوچھا کہ ہم اور کیسے پہنچ تھے
کیا ضرورت ہے۔ عمران نے لاپرواہی سے کہا۔ میں جانتا ہوں کہ تم نے ہیلی
کا پڑکواستعمال
کیا ہو گا۔

خیر۔۔۔ ہوں۔۔۔ میرا زہن بچکنے لگتا ہے۔۔۔ اس حادثے نے میرے اعصابی نظام کو چھینچوڑ کر رکھ دیا ہے
وہ سکی ختم ہو چکی ہے۔ تھوڑی دیر کے بعد ہی مل سکے گی عمران نے کہا
اچھی بات ہے۔۔۔ لیکن میں تمہیں کس طرح بتاؤں کہ مجھ سے کتنا بڑا جرم سرزد ہو
چکا ہے۔۔۔ خدا کی پناہ۔۔۔ وہ چیخ۔۔۔ میں اسے بھی نہیں بھلا سکوں گا۔۔۔ وہ میرے
لیے اجنبی نہیں تھی۔۔۔ وہ تم پہلے بھی ملتے رہتے تھے۔۔۔ میں اس کے لیے شدید ترین
جزبہ رکھتا تھا۔۔۔ لیکن وہ اپنے شوہر کی وفادار تھی۔۔۔ اس کے لیے میا رجنون بڑھتا رہا تھا
میں نے تشدیق سے کام لینے کی ٹھان ملی۔۔۔ اسی دوران مجھے ایک ایسا لفافہ ملا۔۔۔ اور
ساتھ ہی اس کے ہدایت میں کہیں یہ لفافہ اس کو دے کر اسے ایک آدمی سے ملنے
کے لئے کہوں۔۔۔ وہ آدمی دراگومت میں رہتا تھا۔۔۔ میں نے کوڈورڈز میں اسے
پیغام بھیجا کہ وہ مجھے اس عمارت میں ملے۔۔۔ پیغام میں اسے مطلع کیا گیا تھا کہ اس ملا
قات کے فوراً بعد اسے دراگومت کے لیے روانہ ہو جانا تھا

پھاڑی والی عمارت عرصہ دارز سے ہمارے استعمال میں رہتی تھی۔۔۔ ہمارے ساتھی
اس خفیہ راستے سے واقف ہیں جو کہ عمارت تک پہنچا ہے۔۔۔ بہر حال وہ وہاں
آئی۔۔۔ میں پہلے ہی وہاں موجود تھا۔۔۔ لفافہ اسے دے کر بدایات دیں۔۔۔ اور ایک بار
پھر اس کے لیے اپنے احساسات کا اظہار کیا۔۔۔ لیکن وہ نہ صرف ترثروئی سے
پیش آئی بلکہ مجھے برا بھلا بھی کہنے لگی۔۔۔ بس مجھ پر خباثت طاری ہو گی۔۔۔ وہ
مارت سے نکل کر بھاگی۔۔۔ میں پیچھے تھا۔۔۔ مجھے یقین تھا کہ وہ ادھرا وہر چکر کاٹ کر
پھر عمارت کے اندر واپس آئے گی کیونکہ نیچے پہنچنے کا راستہ عمارت کے اندر رہی ہے
۔۔۔ لیکن میرے خدا۔۔۔ میں سوچ بھی نہیں سکتا تھا۔۔۔ کہ وہ سیدھی دوڑتی ہوئی
اس طرح میری گرفت سے نکل جائے گی۔۔۔ میں کیا کروں۔۔۔ میں کیا

کروں۔۔۔

اس نے اپنا منہ چھپا لیا۔۔۔۔۔ وہ بڑی طرح کانپ رہا تھا

عمران خاموشی سے اسے دیکھتا رہا

مگر تم دونوں وہاں تک کیسے پہنچے تھے۔ عمران نے کچھ دریے کے بعد پوچھا۔ کیونکہ

اس وقت وہاں آس پاس کیا اور دوستک کوئی سواری موجود نہیں تھی

ہم لوگ مختلف اوقات میں بسوں کے زریعے سے وہاں پہنچتے تھے۔۔۔۔۔ واپسی

بھی بسوں ہی کے ذریعے سے ہوتی تھی

تم وہ پیکٹ اسے پہلے ہی دے پکے تھے۔ عمران نے پوچھا

ہاں لیکن پھر مجھے اس چیز کا ہوں غمیں ہوا کہ وہ لفافہ وہیں گرا ہے یا کہیں اور

تمہارے ساتھی اسی حادثے کی وجہ سے والقہ ہیں غمیں ہرگز نہیں۔ کوئی بھی نہیں

جانتا۔۔۔۔۔ وہ تو میں نے اپنے طور پر اسے اس پیہاڑی پر بلا�ا تھا۔ میرے ساتھیوں کو

تو اس پر حیرت ہے کہ وہ اس پیہاڑی پر گئی کیوں تھی۔ سب اس فکر میں ہیں کہ اس

حادثے کی وجہ دریافت کر سکیں۔ کچھ لوگوں کا خیال ہے کہ محکمہ سرافرازی کو ہماری

سن گن مل گئی ہے۔ ہو سکتا ہے کہ مر نے والی کا تعاقب کیا گیا ہو اور اس نے اس سے

باخبر ہو کر پیہاڑی والی عمارت میں پناہ لینے کی کوشش کی ہو

تمہارے کتنے آدمی ہیں

سات آدمیوں سے میں والقہ ہوں۔۔۔۔۔ جو کہ ایک دوسرے سے شناس بھی

ہیں اور یہ بھی جانتے ہیں کہ سبھوں کا تعلق اسی تنظیم سے ہے۔ پہلے یہ حلقة آٹھ

آدمیوں پر مشتمل تھا۔ لیکن اب وہ ایک اہم میں نہیں جس کا خون تازندگی میری

گردن پر رہے گا

تمہیں وہ لفافہ کس سے ملا تھا

ایک جنگی سے۔۔۔۔۔ اس نے وہ لفافہ ایک خط سمیت مجھے دیا تھا۔ خط میں ہی اس

کے متعلق ہدایات درج تھیں

وہ اجنبی غالباً تمہیں پہلے سے ہی پہچانتا ہوا

ممکن ہے وہ مجھے پہچانتا رہا ہو۔۔۔ لیکن میں نے اس سے پہلے اسے کبھی نہیں دیکھا تھا۔ اور نہ ہی اس کے بعد وہ مجھے کہیں نظر آیا۔

اگر تمہارے ساتھیوں کو اس بات کا علم ہو جائے تو کیا ہو
میں نہیں جانتا۔ ہو سکتا ہے کہ مجھے اولیٰ ہی مارڈی جائے
میری زندگی میں یہاں ممکن ہے۔ عمران سینہ ٹھونک کر بولا۔ ویسے کیا خیال ہے

تمہارا۔۔۔ تم لوگ کسی ملک کے لیے جاسوسی کر رہے ہو
ممکن ہے ایسا ہی ہو

تمہیں یقین نہیں ہے۔۔۔

جب مجھے کام کی نوعیت کا ہی علم نہیں ہو سکا تو میں قیاس کرنے کے علاوہ اور کیا کر سکتا ہوں

تمہیں اس چکر میں کس نے ڈالا تھا۔

اپنے ملک کی جس فرم میں کام کر رہا تھا اس کے مالک نے مجھے ہدایت کی تھی کہ
غیر ممالک میں مجھے اپنے معمولی فرائض کی ادائیگی کے علاوہ ان احکامات پر بھی عمل کرنا ہو گا جو کہ مجھے ایک مہمل لفظ کے نام پر دیے جائیں گے

مہمل لفظ کے نام پر۔ عمران نے متھیرانا مداراز میں پلکیں جھپکائیں

ایک مخصوص لفظ ہے اسی کے زریعے ہم ایک درسرے سے آگاہ ہوتے ہیں کہ ہمار اعلق ایک ہی تنظیم سے ہے

کیا تم مجھے وہ لفظ نہیں بتا سکتے پیارے دوست

میں تمہیں اپنے ساتوں ساتھیوں کے نام اور پتے بتا سکتا ہوں۔ لیکن وہ لفظ مرتبے دم تک نہیں بتاوں گا۔ کیونکہ اسے غیروں سے پوشیدہ رکھنے کے لیے ایک بہت بڑی قسم کھانی پڑتی ہے

خیر میں تمہیں مجبور نہیں کروں گا۔ لیکن اتنا تو بتا ہی دو کہ میری نگرانی کے احکامات
کہاں سے ملے تھے

ان سات آدمیوں میں سے ایک نے کہا تھا کہ ہو سکتا ہے کہ اسی نے دوسرے بھی
کہا ہو۔ بہر حال وہ چھپلی رات وہ بھی میرے ساتھ ہی تھا۔

میں تمہاری قسم کا احترام کرتے ہوئے تمہیں اس مہمل لفظ کے اظہار پر مجبور نہیں
کروں گا۔ لیکن کم از کم تم ان ساتوں کے نام اور پتے تو لکھوہی دو
یہ میں کر سکوں گا۔

پھر وہ نام اور پتے بوتا تارہا اور عمران کی پسل تیزی سے کاغذ پر چلتی رہی۔

خصوصیت سے اس نے اس نام کے نیچے ہری لکیر لگادی جس کے بارے میں
مخاطب نے بتایا تھا کہ اس کی نگرانی پر مامور گزندے والا ہی تھا
اور کیا تم اپنا نام اور پتائیں بتاؤ گے۔ — عمران نے مسکرا کر کہا
نوئیل ڈیوڈ۔ — کرہ نمبر ۲۷۔ — پیلس ہوٹل

شکریہ

مل۔ لیکن اس کے بعد تم کیا کرو گے
ظاہر ہے کہ تم جیسے قبیتی آدمی کو گڑ میں تو بھانے سے رہا۔ ویسے اس وقت کی اور اس
سے پہلے کی ہماری گفتگو ریکارڈ ہو چکی ہے۔ شیپ کی ایک کالپی تمہیں بھی دے دوں گا
کیا مطلب۔ — میں اس ملک کا سب سے بڑا بیک میلر ہوں۔ —
ہوں۔ — وہ نتھنے پھلا کر غرایا۔ تم اس کا کیا بگاڑ سکو گے جو کہ زندہ ہی نہ رہنا چا

ہتا ہو

میں تمہیں زندہ رہنے پر بھی مجبور کر سکتا ہوں
اچھی بات ہے۔ — وہ اٹھتا ہوا بولا۔ — میں مرنا چاہتا ہوں تو پھر چو ہوں کی
طرح کیوں مروں

پھر وہ مکاتاں کر عمران کی طرف بڑھا ہی تھا کہ عمران کی زبان سے [لو بو] نکل گیا
مقابل اس طرح لٹکھ رکھا کر پیچھے ہٹا۔ جیسے یہ لفظ گھونے کی طرح خود اس کے
جڑے پر پڑا ہو۔ پھر بے ساختگی میں اس کے منہ سے بھی ”لی لا“ پھسل گیا

تم نے اس مہمل لفظ کو مکمل کر دیا۔ شکریہ عمران نے بے حد زم لجھے
میں کہا

مقابل دیوار سے لٹکھ رہا نپر باتھا اور اس کی آنکھیں آہستہ آہستہ بند ہوتی جا
رہی تھیں

